قیمت: ۴۰ روپے

پاکستان کا سب سے زیادہ پڑھا جانے والا خواتین کا مقبول ترین ہفت روزہ

خواتین کا اسلام

1087

بدھ 2 رمضان کریم 1445ھ مطابق 13 مارچ 2024

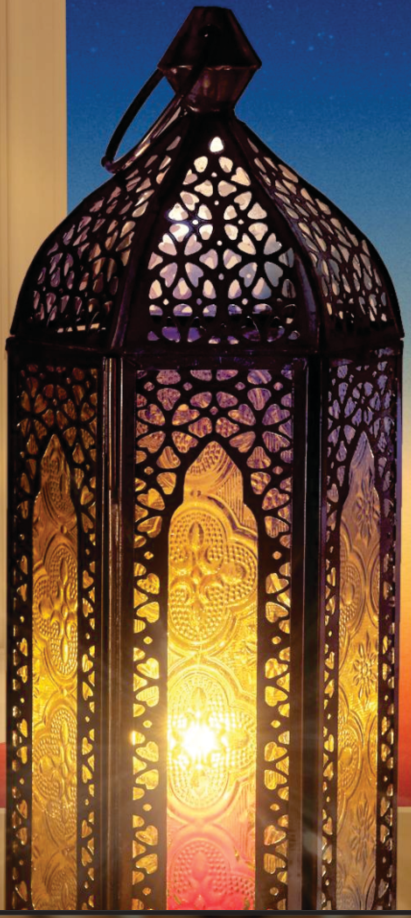

اپنی منزل آسمانوں میں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

القرآن

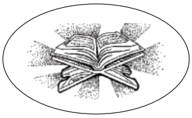

نرم مزاجی

(اے محمد) خدا کی مہربانی سے تمھاری افتادِ مزاج ان لوگوں کے لیے نرم واقع ہوئی ہے اور اگر تم بدخو اور سخت دل ہوتے تو یہ تمھارے پاس سے بھاگ کھڑے ہوتے، تو ان کو معاف کردو اور ان کے لیے خدا سے مغفرت مانگو اور اپنے کاموں میں ان سے مشورہ لیا کرو اور جب کسی کام کا عزم مصمم کرلو تو خدا پر بھروسا رکھو، بے شک خدا بھروسا رکھنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

(سورۂ آلِ عمران: آیت ۱۵۹)

الحدیث

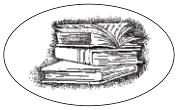

لوگوں کے ساتھ نرمی کرو

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''اے عائشہ! لوگوں کے ساتھ ہمیشہ نرمی اور محبت کا معاملہ کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ جس گھر والوں کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے تو ان کے لیے نرمی اور محبت کا دروازہ کھول دیتا ہے۔

(رواہ احمد)

مولانا مفتی محمد ابراھیم صادق آبادی

لڑکیوں کے لیے عصری تعلیم:

سوال: لڑکیوں کے لیے اسکول کالج کی تعلیم جائز ہے یا نہیں؟ بعض لوگ اسے گناہ سمجھتے ہیں اور بعض اسے ضروری خیال کرتے ہیں، میرے اپنے خاندان میں بھی یہ دونوں ذہن پائے جاتے ہیں۔ میں نے خود دینی مدرسے سے تعلیم حاصل کی ہے لیکن خاندان کے دوسرے تمام افراد جدید تعلیم سے آراستہ ہیں۔ جدید تعلیم کے متعلق ہمارے بزرگوں کی کیا رائے ہے؟

(راشدہ خاکیہ۔ کوٹ رادھاکشن)

جواب: جو علوم وفنون انسانیت کے لیے مفید ہیں اور جن کے حصول میں کوئی شرعی ممانعت نہیں، مسلمان بچیوں کے لیے ان کا حصول جائز ہے، بشرطیکہ شرعی حدود کی پوری رعایت کی جائے اور کوئی کام خلافِ شرع نہ کیا جائے۔ ان فنون میں فن طب کی تعلیم نہایت مفید اور اہم ہے۔ خواتین کے مختلف امراض کی تشخیص اور ان کا علاج خواتین (لیڈی ڈاکٹر) ہی کر سکتی ہیں۔ مردوں سے تشخیص وعلاج میں بہت سے مفاسد ہیں لیکن طبی تعلیم کے لیے بھی شرعی حدود کی رعایت ضروری ہے کہ آتے جاتے لڑکیاں پردے کا مکمل اہتمام کریں۔ دورانِ تعلیم مردوں سے اختلاط نہ ہو، مزید کسی قسم کے فتنے کا اندیشہ نہ ہو، اور دل میں یہ نیت بھی ضروری ہے کہ حصول تعلیم کے بعد شرعی طریقے سے کام کریں گی اور صرف خواتین اور بچوں کا علاج کریں گی۔ موجودہ عصری اداروں میں ان شرائط کے فقدان کے سبب بعض اکابر نے عورتوں کے لیے عصری تعلیم کو ناجائز قرار دیا ہے۔ کوئی عالم نفس تعلیم کے خلاف نہیں، صرف خارجی مفاسد کے سبب بعض حضرات منع فرماتے ہیں۔

شیخ الاسلام حضرت مولانا محمد تقی عثمانی زیدمجدہم لکھتے ہیں:

خواتین اگر میڈیکل سائنس، حکمت یا ہوم اکنامکس کی تعلیم اس غرض سے حاصل کریں کہ ان علوم کو مشروع طریقے پر عورتوں کی خدمت کے لیے استعمال کریں گی تو ان علوم کی تحصیل میں بذاتہ کوئی حرمت وکراہت نہیں، بشرطیکہ ان علوم کی تحصیل میں اور تحصیل کے بعد ان کے استعمال میں پردے اور دیگر احکام شریعت کی پوری رعایت رکھی جائے۔ اگر کوئی خاتون ان تمام احکام کی رعایت رکھتے ہوئے یہ علوم حاصل کرے تو کوئی کراہت نہیں، لیکن چوں کہ آج کل ان میں سے بیشتر علوم کی تحصیل اور استعمال میں احکام شریعت کی پابندی عنقا جیسی ہے، اس لیے ان کا عام مشورہ نہیں دیا جاسکتا۔ (فتاویٰ عثمانی 143/1)

تصویر والے کمرے میں نماز:

سوال: جس کمرے میں نماز پڑھی جاتی ہے، اگر اس میں جاندار کی تصویر موجود ہو لیکن پیٹی یا الماری میں بند ہو تو نماز صحیح ہوگی یا نہیں؟ نیز رحمت کے فرشتے اس کمرے میں داخل ہوں گے یا نہیں؟

جواب: اگر جان دار کی تصویر پیٹی، غلاف یا تھیلی وغیرہ میں بند اور پوشیدہ ہو، دیکھنے سے نظر نہ آئے تو اس کی موجودگی میں نماز بلا کراہت جائز ہے۔ نیز یہ تصویر ملائکہ رحمت کے دخول سے مانع نہیں۔ گو کہ بلا ضرورت ایسی تصویر کا بنوانا یا خریدنا اور رکھنا حرام ہے، اس کا گناہ تصویر چھپانے سے معاف نہ ہوگا۔

توہم پرستی کی باتیں:

سوال: ہمارے ہاں یہ بات زبان زد عوام اور مشہور ہے کہ جس عورت کو پہلے بچے کا حمل ہو۔ اسے ہاتھ پاؤں اور سر پر مہندی نہیں لگانی چاہیے، ورنہ بچہ عیب دار اور ناقص ہوگا۔ اس کی کوئی حقیقت ہے؟ (اُم دعا مریم۔ ریتڑہ)

جواب: کوئی حقیقت نہیں، یہ باتیں جہالت اور توہم پرستی کی پیداوار ہیں۔

بالوں کا جوڑا بنانا:

سوال: اگر عورت اپنے بالوں کو پیچھے سے تھوڑا اوپر کرکے جوڑا بنا کر کچر لگالے تو جائز ہے؟ کیا اس طرح نماز ہوجائے گی؟ (ایضاً)

جواب: جوڑا بنانے کی یہ صورت جائز ہے اور اس سے نماز میں بھی کوئی کراہت نہیں آتی۔ مفتی اعظم حضرت مفتی رشید احمد صاحب قدس سرہ لکھتے ہیں: عورتوں کا بالوں کو جمع کرکے سر کے اوپر جوڑا باندھنا ناجائز ہے۔ حدیث میں اس پر سخت وعید آئی ہے کہ ایسی عورتوں کو جنت کی خوشبو بھی نصیب نہیں ہوگی۔ اس کے سوا دوسرے طریقے جائز ہیں بشرطیکہ کسی نامحرم کی نظر نہ پڑے اور کفار کے ساتھ مشابہت نہ ہو...... گدی پر جوڑا باندھنا جائز ہے، بلکہ حالتِ نماز میں افضل ہے۔ اس لیے کہ اس سے بالوں کے پردے میں سہولت ہوتی ہے۔ (احسن الفتاویٰ 74/8)

گلدستہ

بے مثال حافظہ:

امام ترمذی رحمہ اللہ کا حافظہ بہت مشہور تھا۔ ابوسعید ادریسی فرماتے ہیں کہ امام ترمذی کی قوت حفظ ضرب المثل تھی۔ امام صاحب کا ایک واقعہ بہت مشہور ہے کہ انہوں نے کسی استاد سے دو حدیثیں سنیں مگر لکھنے کے بعد پڑھ کر سنانے کا موقع نہ ملا، اس لیے وہ مطمئن نہیں ہوئے۔ ایک بار مکہ مکرمہ کے راستے میں اچانک اُن استاد سے ملاقات ہوگئی تو امام ترمذی رحمہ اللہ نے موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اُن سے درخواست کی کہ وہ ان سے حدیثیں سن لیں۔ استاد صاحب نے کہا: ''ٹھیک ہے تم تحریر سامنے رکھو میں پڑھتا ہوں، تم مقابلہ کرتے جاؤ۔''

امام ترمذی رحمہ اللہ نے وہ احادیث تلاش کیں مگر نہ ملی تو وہ سخت پریشان ہوئے۔ گھبراہٹ میں انہیں اور تو کچھ نہ سوجھا، سادہ کاغذ سامنے رکھ کر سننے لگے۔ استاذ صاحب کی نظر قرأت کے دوران کاغذ پر پڑگئی تو سخت غصے میں آگئے اور فرمایا: ''میرا مذاق بناتے ہو؟'' امام صاحب نے نہایت ادب سے عرض کیا کہ اگرچہ اس وقت تحریر میرے پاس نہیں ہے مگر لکھی ہوؤں سے زیادہ محفوظ ہے۔ استاذ نے کہا: ''اچھا سناؤ۔'' امام صاحب نے فرفر سنادیا۔ استاد صاحب کو خیال ہوا کہ انہیں پہلے سے یاد ہوں گی لیکن امام صاحب نے عرض کیا کہ آپ دوسری حدیثیں سنا کر آزمائش کرلیں۔ استاد صاحب نے اپنی خاص الخاص چالیس احادیث پڑھیں۔ امام صاحب نے ان کو فوراً دہرادیا۔ استاد ان کے حافظے پر نہایت متعجب ہوئے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ خوف خدا کے باعث بہت روتے تھے، یہاں تک کہ کثرتِ گریہ سے اُن کی بینائی بھی جاتی رہی تھی۔ یہ حضرات ہمارے لیے نمونہ چھوڑ گئے کہ خوفِ خدا دل میں ہوگا تو ہی دنیا و آخرت سنورے گی۔

رہے گا تو ہی جہاں میں یگانہ و یکتا
اتر گیا جو تیرے دل میں لاشریک لہ

(مرسلہ: کنول نورین)

بہترین اور بدترین:

حضرت لقمان حکیم کے آقا نے ان سے ایک مرتبہ کہا کہ بکری ذبح کرکے اس کے دو بہترین حصے میرے پاس لے آؤ۔

انہوں نے بکری ذبح کی اور اس کے دل و زبان آقا کے پاس لے گئے۔ آقا نے پھر حکم دیا کہ ایک اور بکری ذبح کرکے اس کے دو بدترین ٹکڑے لاؤ۔ انہوں نے بکری ذبح کی اور اس مرتبہ بھی اس کے دل و زبان ان کے پاس لے گئے۔ آقا نے پوچھا میں نے بہترین حصے طلب کئے تو تم یہی لائے، بدترین طلب کئے تو تب بھی تم یہی لائے؟

حضرت حکیم نے فرمایا میرے آقا! دل زبان اچھے رہیں تو ان سے بہتر جسم کا کوئی عضو نہیں ہوسکتا، اگر یہ بگڑ جائیں تو ان سے بدتر کوئی عضو نہیں ہوسکتا، یہ بہتر رہیں تو بہترین ہیں، بدتر ہوجائیں تو یہ بدترین ہیں۔

(مرسلہ: م،ن جامعہ تہذیب النساء۔ فیصل آباد)

جن کی صورت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مشابہ تھی:

غزوہ احد میں مسلمانوں کے علم بردار، مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریب تھے۔ انھوں نے کافروں کا مقابلہ کیا یہاں تک کہ شہید ہوئے، ان کے بعد آپ نے علم حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سپرد فرمایا۔ چونکہ مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ رسول اللہ کے مشابہ تھے، اس لیے کسی نے یہ افواہ اڑادی کہ آپ شہید ہوگئے۔

(سیرۃ المصطفیٰ جلد ۲، صفحہ ۲۵۵)

انتقال مدینہ میں، جنازہ تبوک میں، تدفین مدینہ میں:

حضرت معاویہ بن معاویہ لیثی انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتقال ہوا تو مدینہ میں حضرت جبرائیل علیہ السلام ۷۰ ہزار فرشتوں کو لے کر مدینہ آئے۔ ان کے جنازہ کو لے کر تبوک روانہ ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اور صحابہ نے جنازے کی نماز تبوک میں پڑھی اور جنازہ واپس مدینہ لایا گیا اور تدفین بقیع میں ہوئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جبرئیل سے پوچھا یہ اعزاز کیوں ملا؟ فرمایا یہ کثرت سے سورۃ الاخلاص پڑھا کرتے تھے۔

(تفسیر رازی فی تفسیر قیل ھواللہ احد)

تمھارے ماموں کی بہن تمھاری کیا لگی؟

ایک بار حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دل لگی کے طور پر ایک شخص سے پوچھا:
''بتاؤ تمھارے ماموں کی بہن تمھاری کیا لگی۔''
وہ شخص سادہ لوح واقع ہوا تھا۔ سر جھکا کر سوچنے لگا۔
حضور کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسکرائے اور آپ نے فرمایا:
''کیا تجھے اپنی ماں بھول گئی؟ وہی تو تیرے ماموں کی بہن ہے۔''

(مرسلہ: ثانیہ عمیر)

مدیر اعلیٰ: مفتی فیصل احمد
مدیر: انجینئر مولانا محمد افضل احمد خان
مدیر مسئول: محمد فیصل شہزاد

''خواتین کا اسلام'' دفتر روزنامہ اسلام ناظم آباد 4 کراچی فون: 021 36609983 ای میل: fayshah7@yahoo.com

انٹرنیٹ: www.dailyislam.pk سالانہ زرتعاون: اندرون ملک 2000 روپے، بیرون ملک ایک میگزین 25000 روپے، دو میگزین 28000 روپے

ادارہ روزنامہ اسلام کی تحریری اجازت کے بغیر خواتین کا اسلام کی کوئی تحریر کہیں شائع نہیں کی جاسکتی۔ بصورت دیگر ادارہ قانونی چارہ جوئی کرنے کا حق رکھتا ہے۔

اپنی منزل آسمانوں میں

عامرہ احسان

دل غزہ کی وجہ سے ہر وقت کسک محسوس کرتے ہیں۔ ہر نعمت پر دھیان اُدھر ہی جاتا ہے۔ لوٹ جاتی ہے اُدھر کو بھی نظر کیا کیجیے! کھانا، پانی غسل خانہ موجود ہونا، سردی بارش سے بچاؤ کے سبھی سامان میسر۔ ڈاکٹر، اسپتال، ادویہ بھی موجود......!

اللھم انا نعوذ بک من زوالِ نعمتک و تحول عافیتک وفجاءۃِ نعمتک وجمیع سخطک۔

''یا اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں تیری نعمتوں کے زائل ہوجانے سے اور تیری بخشی ہوئی عافیت کے چلے جانے سے اور تیرے ناگہانی عذاب اور تیری ہر قسم کی ناراضی و ناخوشی سے۔'' (مسلم)

افغانستان، عراق، شام میں در بدری، بے دخلی ہوتی رہی۔ بڑی طاقتوں کے ہاتھوں غریب ممالک کے عوام پر بے گھری، بھوک، افلاس مسلط کی گئی! اس وقت یہ دعا بہت دل کو چھوتی اور لجاجت سے مانگی جاتی رہی:

''الحمدللہ الذی اطعمنا و سقانا و کفانا واونا فکم ممن کافی له ولاموِوی۔

''ساری تعریف اللہ کے لیے جس نے ہمیں کھلایا اور پلایا، ہماری ضروریات پوری کیں۔ ہمیں ٹھکانا دیا، کیونکہ کتنے ہی ایسے ہیں کہ جو بے سہارا بے ٹھکانا ہیں۔''

اب وہی حالات غزہ پر ہیں کہ ان کے لیے عافیت مانگنا اور اپنی نعمتوں پر شکرانا واجب ہو چکا۔ بلاشبہ وہ اللہ کی اعلیٰ ترین رضا کو صبر وثبات سے پائیں گے۔

اللہ کے محبوب بندے اہلِ غزہ پر جہاں دل غم سے لبالب بھرا رہتا ہے، اتنا ہی ان شیر کے بچوں نے اسلام پر احساسِ تفاخر بھی ہمیں دیا ہے۔ افغانوں کی شجاعت تو ہم تین سپر طاقتوں کے خلاف جنگوں میں دیکھ چکے تھے۔ غیرتِ ایمانی، بے خوفی اور بہادری ضرب المثل رہی۔ کشمیر بھی تنہا ہندو وحشی فوجوں میں گھرا مسلسل پنجہ آزمائی کرتا رہا۔ اب غزہ نے پوری دنیا کے چوراہے (مشرقِ وسطیٰ) میں یہودی فوجیوں کو فوراً ہی پیمپر پہنا دیے۔ (امریکا نیٹو افواج نے دس سال جنگ کے دوران پیمپر پہنے تھے اور پھر ایک ایک کر کے ساری فوجیں فرار ہو گئیں)۔

غزہ کے شیروں کی عزیمت، شجاعت ضرب المثل ہے تو یہودی فوجیوں کی بزدلی، بلند آہنگ رونا دھونا، چیخیں، دماغی دورے پوری دنیا میں گونج رہے ہیں! صرف حماس اور مجاہدین ہی نہیں، غزہ کا بچہ بچہ ایمان، توکل علی اللہ، استقامت کی ذی شان مثالیں پیش کر رہا ہے۔ القسام، القدس ودیگر مجاہدین، دنیا کی اعلیٰ ترین تکنیکی مہارتوں اور جدید ترین اسلحے سے لدی فوج جسے امریکا کے مزید جدید ہتھیاروں کی مسلسل کمک حاصل ہے، کے مقابل تقریباً نہتے ہی ہیں! جو اسلحہ میسر ہے وہ خانہ ساز ہے۔ مجاہد ہاتھوں نے گھڑ کر قرآن کی تلاوتوں کے زیرِ سایہ انھیں موثر بنایا ہے! اللہ کا حکم بھی یہی ہے۔ **الق ما فی یمینک**...... جو تیرے داہنے ہاتھ میں ہے وہ پھینک دے۔ **تلقف ماصنعوا**...... جو وہ گھڑ کر لائے ہیں سب صفر ہو جائے گا!

حضرت موسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی تو پھینکی لاٹھی ہی تھی۔ اس کا ہیبت ناک اژدھا بنا اٹھانا رب کا کام تھا۔ یہ توکل، ایمان تھا جو فقر و فاقے قربانیوں، اعصاب شکن بلاؤں میں گھر کر صبر کی سان چڑھا تو غزہ میں معجزات، کرامتوں کے ابواب کھل گئے۔ مرکاوا، ضرب المثل مضبوطی کا قوی ٹینک (افغانستان میں امریکی ہموی کی طرح) عام RPG سے جہنم زار بن گیا اسرائیلی فوجیوں کے لیے۔ پیچھے لپکتی تکبیریں اور حمد وثنا دل دہلانے کو مزید!

چھوٹی سی سپاہ ایٹمی اسرائیل کو دہلا دہلا کر شکست فاش دے چکی! اس اسلحے کی مدد سے جس کی حیثیت پھلجھڑی کی سے ہے! دل بہلانے کو (بوجھل مطالعے کے بعد) ہاتھ لگے رسالوں سے ہلکا پھلکا مواد ضرور پڑھا جاتا ہے۔ یعنی آگے چلیں گے دَم لے کر۔ سو آپ بھی خالص بڑھک باز پاکستانی مزاج کا لطیفہ پڑھیے:

ایک دوست: 'میرے پردادا مکا مار کر دیوار توڑ دیتے تھے۔ سومنات کا مندر توڑنے میں وہ بھی شامل تھے۔'

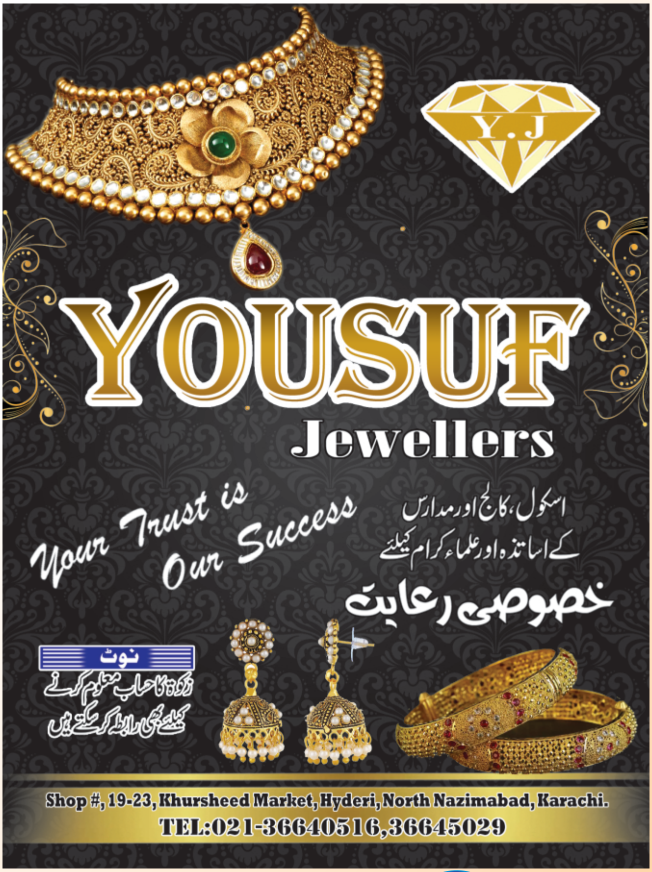

دوسرا دوست: 'میرے پردادا جب غمگین انداز میں نشید پڑھتے تھے تو لوگوں کے آنسوؤں کی وجہ سے جھیلیں بن جاتی تھیں، سیف الملوک جھیل اسی وجہ سے بنی۔'

تیسرا دوست: 'یہ تو کچھ بھی نہیں میرے پردادا کو غلیل چلانے کا شوق تھا، وہ چاند پر نشانے لگاتے تھے۔ چاند پر جو گڑھے ہیں، انھوں نے ہی تو ڈالے ہیں۔'

یہ پڑھتے ہوئے ملکی انتخابات میں سیاسی بیانات یاد آتے ہیں۔ جھوٹے وعدوں، دعوؤں کے مرغولوں سے (سبھی دودھ شہد کی نہریں بہانے پر کمربستہ ہیں!) آسمان پر سموگ اور گہری ہو چلی اور جنھوں نے عجز وثبات کے ساتھ واقعی ایمانی مکا مار کر 'آئرن ڈوم' (اسرائیل کا سیسہ پلایا دفاعی حصار) توڑ ڈالا، وہ فللہ الحمدٗ کہتے، تکبیریں بلند کرتے رہے! (تقابل پر، لب خنداں سے نکل جاتی ہے اک آہ بھی ساتھ!) رہی جھیل سیف الملوک تو حماس کی دلسوز، دلدوز نشیدوں اور پس منظر میں ٹوٹتی قیامتوں پر غزہ کی سکینت وعزیمت کے عجب اشتراک نے دنیا بھر کو رلا ڈالا۔ ساڑھے تین ماہ میں بے شمار کلپ (Clip) دنیا کو روتا دکھاتی رہیں۔ عورت کا تو خیر مامتا بھرا دل یونہی رونے پر کمربستہ رہتا ہے، سو خواتین، بالخصوص مغربی عورت (جو پہلے شتر بے مہار تھی، اپنے مردوں کو رلا بیٹھی تھی) اب سارے جھگڑے اور غم بھلا کر غزہ کے مصائب پر دھواں دھار روتی دیکھی گئیں۔ صرف یہی نہیں کتنے ہی اعلیٰ مناصب پر بیٹھے مردوں کے ضبط کے بندھن ٹوٹ گئے۔ WHO، عالمی ادارہ صحت کا ڈائریکٹر جنرل غزہ پر رپورٹ دینے کھڑا ہوا۔ خاموش کھڑا تھا! پھر یہ کہہ کر کہ ''میں بمشکل بول پا رہا ہوں۔ (آواز ساتھ نہیں دے رہی تھی!) غزہ کی صورت حال بیان کرنے کے لیے الفاظ نہیں ہیں!'' آنسو پونچھتا، گفتگو سے قاصر، شکریہ کہہ کر مائک چھوڑ گیا!

ایک اور کرنل مرد سیاسی فورم پر بات کرنے کھڑا ہوا: ''غزہ کے مناظر دیکھ کر میری بیٹی نے پوچھا: آپ غزہ کے لیے کیا کر رہے ہیں؟''

یہ کہہ کر وہ باآواز بلند پھوٹ پھوٹ کر بس (اعترافِ گناہ میں!) رو دیتا ہے۔ جتنا اور جیسا رونا سوشل میڈیا پر دیکھا گیا، اس سے بہت بڑھ کر وہ ہے جو کالی اسکرینوں، کیمرے کی گرفت سے دور سجدہ گاہیں، ڈاڑھیاں، دوپٹے بھگوتا ہے۔ لطیفے والی جھیل سیف الملوک کا کیا ذکر، ۷۵ برسوں سے مسلط اس خونیں بلا کے ہاتھوں فلسطین بھر میں بہے خون کی آمیزش والے گلابی پانی کے دریا پلوں کے نیچے سے بہہ گزرے، اور رہی غلیل تو یہ یوں بھی اہلِ غزہ کا شعار ہے! بچہ بچہ غلیل بردار ہے۔ یہودی ان کی غلیل سے کتنے خوف زدہ رہتے ہیں، ناقابلِ یقین ہے۔ حقائق بیان کرنے والوں نے بتایا کہ غلیل کا پتھر ان کے حق میں گولی کے برابر ہے۔ تفصیل اس اجمال کی ایک شناسا فلسطینی خاتون کے ذریعے یہ ہے کہ بچے نشانہ لے کر پتھر مارتے ہیں تو وہ یہودی فوجی کو زخمی کر دیتا ہے۔ یہ بہت تکلیف دہ ہوتا ہے۔ یہودی مارے خوف کے سڑکیں پتھروں، کنکروں سے صاف کرتے رہتے ہیں مگر وہاں دوبارہ اتنے ہی کنکر موجود ہوتے ہیں۔ حجارۃ! من سجیل ٥ یہی پتھر ہیں جو ابابیلوں نے پھینکے تھے، اور یہاں یہ پتھر بردار بچے یہود کے لیے (مغضوب علیھم) عذاب الٰہی بن جاتے ہیں۔ یہودی جتنے پتھر صاف کرتے ہیں، وہ پھر وہیں آن موجود ہوتے ہیں۔ لگتا ہے (واللہ اعلم) کہ منیٰ میں جو پتھر شیطانوں کو مارے جاتے ہیں، وہی پتھر وہاں ڈیوٹی دے کر یہاں آجاتے ہیں شیاطین کے بھائیوں کی، حزب الشیطان کی خبر لینے کو! یہودی کو کنکر مارنے پر وہ کم عمر فلسطینی بچوں کو لے جاتے ہیں۔ قید وبند کی انہی صعوبتوں کے حوالے کرتے ہیں جو یہ وحشی ان کے بڑے بھائیوں سے برتتے ہیں۔ یہودی کو پتھر مارنا باضابطہ جرم ہے۔ مغربی کنارے پر فلسطینی آبادی کے احوال پڑھ دیکھیے۔ محاورہ تو اینٹ کا جواب پتھر ہے، مگر وہ اسرائیل جو جنگی جرائم سے مستثنیٰ ہے (جو جی چاہے کرے) اس کے ہاں پتھر کا جواب گولی سے ہے اور اب تو کسی کم عمر لڑکے کا بھی یہودی فوجی کو دیکھ کر مسکرانا تک قابلِ دست اندازی جرم ہے، جس پر جیل ہوگی کہ اس نے یہودی کا مذاق اڑایا ہے! (اگرچہ اب تو دنیا بھر میں تضحیک ہو چکی، نفرت اس پر مزید ہے اسرائیل کے لیے۔)

رہی چاند پر پتھر مار کر اس میں گڑھے ڈالنے والی بڑھک، تو وہ بھی فلسطینیوں ہی کا حصہ ہے۔ یہ سابق برطانوی وزیر اعظم ٹونی بلیئر جو بش کا ہم نوالہ وہم پیالہ تھا (افغانستان عراق پر حملوں کے دوران)، اس کی خواہر نسبتی کی کہانی ہے۔ لورین بوتھ کے روشن ضمیر پر کنکر کی چوٹ نے اس کی زندگی بدل ڈالی۔ اس نے خبروں میں فلسطینی بے خوف نڈر لڑکے کو اسرائیلی ٹینک پر پتھر لیے حملہ آور ہوتے دیکھا تھا۔ ٹینک اس پر چڑھا چلا آ رہا تھا، یہودی فوجی کے چہرے پر خوف ہویدا تھا۔ اس کہانی کا پس منظر اور تاریخ جاننے کے لیے اس نے فلسطین (اسرائیل) کا سفر کیا۔ اس بچے کا پتھر دل پر گڑھا چھوڑ گیا، جھرنے پھوٹ پڑے! قبولیت اسلام نے اس کی روح کو ایمان کی چاندنی سے منور کر دیا!

اب مغرب میں تو دھڑا دھڑ قرآن سے ان پتھر برداروں کی کہانی سمجھنے کا ذوق روز افزوں ہے۔ یہ قرآن ہے جس سے آئرن ڈوم کو بے بس کر دینے والی طاقت عطا ہوئی ہے۔ پتھر دلوں سے چشمے پھوٹ نکلتے ہیں۔ ستاروں پر کمندیں ڈالنے والی پاکباز جوانیاں انہونی کامیابیاں پاتی ہیں۔

عقابی روح جب بیدار ہوتی ہے جوانوں میں
نظر آتی ہے ان کو اپنی منزل آسمانوں میں

لطیفہ ساز اور لطیفہ باز دوستوں کی بڑھکوں میں اہل غزہ نے عظمتِ اسلام کی خاطر سیدنا حمزہ، زبیر بن عوام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے شجاعت سیکھ کر شہادت کا سرخ رنگ بھر دیا ہے۔

☆☆☆

حکمت کے موتی

☆ مسلمان کی رنجش کا خاتمہ ''السلام علیکم'' ہے۔
☆ لمبی زبان زندگی کو مختصر بنا دیتی ہے۔
☆ حکمت ایک درخت ہے جو دل میں اگتا، دماغ میں پلتا اور زبان پر پھل دیتا ہے۔
☆ تاریکی میں روشنی پیدا کرو کیونکہ تاریکی کسی کے کام نہیں آتی۔
☆ گالی وہ گولی ہے جو ہم منہ سے چلاتے ہیں۔
☆ تکبر سے اکڑی ہوئی گردن دشمن کے نشانے کو واضح کر دیتی ہے۔
☆ صغیرہ کا اصرار کبیرہ تک اور کبیرہ کا اصرار کفر تک پہنچا دیتا ہے۔
☆ اصولوں کی خاطر لڑنا آسان ہے اور اصولوں پر چلنا مشکل۔
☆ کامیابی کا چیک محنت کے بینک سے کسی بھی وقت کیش کروایا جا سکتا ہے۔

شمسہ فراز۔ کراچی

عزہ صدیقی۔ کراچی

سلسلے توڑ گیا وہ سبھی جاتے جاتے

شور برپا ہے خانۂ دل میں
کوئی دیوار سی گری ہے ابھی
بھری دنیا میں جی نہیں لگتا
جانے کس چیز کی کمی ہے ابھی

ناصر کاظمی

کتنا حسین تھا وہ وقت، جب وہ ہمارے ساتھ اپنا مخصوص کھیل کھیلتے تھے۔ ہاتھ پکڑ کر کہتے تھے: ’’چڑیا آئی، آئی، آ گئی!‘‘

اور پھر ہاتھ کی انگلیاں بند کرتے جاتے اور کہتے جاتے:

’’یہاں کھائی روٹی، یہاں کھایا سالن، یہاں کھائی بریانی، یہاں کھایا انڈا!‘‘

پھر بڑے ہی ڈرامائی انداز میں ہمارے ہاتھ کا انگوٹھا بند کر کے کہتے:

’’اور یہاں کھایا ڈنڈا......!‘‘

اور ہم جو شروع میں تو بس مسکراتے جاتے، انگوٹھا بند ہوتے ہی قلقاریاں مار کے ہنسنے لگتے اور پھر جیسے ہی ہماری بغل یا پیٹ پر گدگدی مچاتے، ہم ہنس ہنس کے لوٹ پوٹ ہو جاتے۔ چونکہ ننھیال کے سب سے بڑے بچے ہونے کا اعزاز ہم کو حاصل ہے سو ان کی محبت کا کافی سارا خزانہ بھی ہمی نے لوٹا۔

کچھ بڑے ہوئے تو معلوم ہوا کہ ہم جہاں ہر مہینے اُن کی بائیک پہ سوار ہو کے جاتے اور موج مستی کرتے ہیں، وہ درحقیقت ائیرپورٹ ہوٹل ہے اور وہ اس کے منیجر ہیں۔ کچھ ہی عرصے بعد ان کے چالیس سالہ کام کی مدت پوری ہو گئی اور وہ ریٹائر ہو گئے۔

ہم بڑے فخر سے احباب کے سامنے بتاتے کہ کیسے ہمارے نانا جی بنا کمپیوٹر کے دور میں سارا حساب کتاب جو ایک منیجر کے ذمے ہوتا ہے، ہاتھوں سے کسی ایکسل شیٹ کی مانند کرتے تھے، اور ان کی رشک کرتی شکلوں کو دیکھ کر ہمارا سینہ فخر سے پھول جاتا۔

نانا جان کا، کراچی کے تقریباً ہر محلے میں کوئی نہ کوئی جاننے والا ہوتا تھا۔ ہم بڑے حیران ہوتے تھے جب ہم نانا کی بائیک (جو کزنز میں گدھا گاڑی کے طور پہ معروف تھی) پر بیٹھے، نانا کی جیب پکڑے سیر سپاٹے کر رہے ہوتے، اور تب کوئی پولیس کانسٹیبل یا ٹریفک سارجنٹ نانا کو ماتھے تک ہاتھ لے جا کر سلام کرتا تو ہم اس کی نقل کرتے۔

بچوں سے انھیں بے پناہ لگاؤ تھا لیکن وہ بھی ایسا جو سیدھا نظر نہیں آ جاتا تھا بلکہ جب ان کی کسی بات پہ غور کرو تو معلوم ہوتا تھا۔ ہم چونکہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے لڑکی بنا کے بھیجے گئے ہیں تو ہم اور ہماری کزن کی ننھیال میں بڑی عزت تھی کیونکہ لڑکوں کی تو پھینٹی لگ جایا کرتی تھی۔ وہ منہ بسورے بیٹھے ہوتے تھے اور ہم لڑکیاں نانا جان کی دلائی گڑیوں سے انکے بستر پر گھر بنا رہے ہوتے۔

نانا جان کے ساتھ مسجد جانا اور وہاں موجود ٹوکری میں دھری پلاسٹک کی ٹوپیوں سے چھانٹ چھانٹ کر اپنے پسندیدہ رنگ کی ٹوپی اپنی چھوٹی سی اوڑھنی پر جما کر باجماعت نماز پڑھنا ہمارا پسندیدہ مشغلہ تھا۔ نانا گویا ہماری ’’چیز‘‘ کی دکان تھے۔ اعلیٰ سے اعلیٰ چیز سے لے کر ایک روپے کے چورن تک ایسی کون سی چیز ہو گی جو نانا نے ہمیں نہ کھلائی ہو۔

پھر جو ہم ذرا بچپن کی حدود پھلانگ کر لڑکپن میں پہنچے تو وہ بے تکلفی ختم ہوئی اور نانا اور ان کی چہیتی نواسی میں ایک تکلف سا در آیا، مگر وہ وارفتگی اب بھی تھی۔ وہ بھی ایسی والی کہ جیسے ہی گھر کے باہر نانا کی بائیک کی مخصوص گھن گرج سنتے تو بچوں کی طرح اپنے آدھ درجن بھائیوں کی فوج کے ساتھ دروازے کی طرف شور مچاتے ہوئے دوڑتے کہ جی نانا آ گئے۔

پچھلی سردیوں کی چھٹیاں گزارنے جب ہم چار دن کے لیے نانی کے گھر گئے تو نانا کے سینے میں ان دنوں درد تھا۔ کافی بیمار بیمار سے لگ رہے تھے۔ خاموش رہتے تھے لیکن کھانے کی میز پر جب تک کوئی بچہ ان کے ساتھ میز پر نہ بیٹھتا تو کھانا نہیں کھاتے تھے۔ نانی جان کے گھر سے آ کر ہم بہت روئے۔ ایک عجیب سی پریشانی نے حواس کو آ گھیرا تھا۔

ڈیڑھ ماہ بعد وہ ایک عام سا ہی دن تھا جب نانا ہماری کزن کو اسکول سے لے کر واپس گھر آ رہے تھے کہ یکایک ان پر فالج کا حملہ ہوا۔ فشارِ خون اچانک بہت بڑھ گیا تھا۔ بائیک سے گر پڑے مگر پھر بھی ہمت کر کے نزدیک ہی موجود ہمارے ماموں مفتی محمد سلمان صاحب کے گھر پہنچے۔ وہاں سے اسپتال لے جایا گیا۔ پتا یہ چلا کہ یہ دوسرا یا تیسرا فالج کا دورہ تھا۔ اور یاللعجب پہلے دو جھٹکوں کو انھوں نے کتنے آرام سے بغیر کسی کو بتائے برداشت کر لیا تھا۔

چلتے پھرتے باہمت آدمی کیسے اچانک سے بستر تک محدود ہو کر رہ گئے۔ تقریباً بیس دن تک ان کی حالت کبھی بگڑتی کبھی سنورتی رہی۔ ہم ان کے ہاتھ پکڑ کر چپکے چپکے آنکھوں کے پیچھے ابھرتے ڈوبتے دریا کو سیلابی ریلے کی صورت بہنے دیتے۔ آخری دنوں میں ان کی حالت کچھ سنبھل گئی تھی اور ہم سب کو یہ ڈھارس مل گئی تھی کہ اب تو نانا جان ٹھیک ہو جائیں گے لیکن رب کو کچھ اور ہی منظور تھا۔ اِدھر ہم دارالعلوم کی ایک عمارت کے نیم تاریک گوشے میں بیٹھے دھڑا دھڑ پرچہ حل کر رہے تھے اور اُدھر ہمارے نانا آخری سانسیں لے رہے تھے۔

ہم پرچہ دے کر فارغ ہوئے تو معلوم ہوا کہ ہمیں گھر سے لینے آئے ہیں۔ سہیلیاں تو اچانک اس بلاوے پر فقرے کس رہی تھیں مگر ہمارے دل کی دھڑکن کچھ اور ہی کہہ رہی تھی۔

وہ ۱۴ فروری ۲۰۲۳ء کا دن تھا، جب ہمارے نانا جی اس دنیا سے رحلت فرما گئے۔ کیا منصوبے تھے ہمارے کہ کبھی ہم دراساتِ دینیہ اور عصری علوم ایک ساتھ حاصل کر کے ان کو بالکل ہی الگ الگ گریڈ شیٹس دکھائیں گے اور ان کی دعوت کریں گے مگر ہم تو ابھی اسکول میں ہی ہیں اور ہمارے درمیان وہ پل میں چنچل پل میں سنجیدہ ہو جانے والے نانا نہیں رہے۔ جیسے جیسے دن گزرتے جا رہے ہیں، ویسے ویسے ان کی یاد مزید زور پکڑ رہی ہے۔ نانی جان کا گھر اب بھائیں بھائیں کرتا ہے۔ اب سمجھ میں آیا ہے کہ اس ’’ایک شخص سارے شہر کو ویران کر گیا‘‘ والے شعر کے حقیقی معنی کیا ہیں!

براہ کرم سب قارئین ایک دفعہ تو ضرور پڑھ لیں:

یا رب، اِرحم لِجد عِز و اغفر له و سقاه من حوض نبی صلی اللّٰہ علیه و سلم وتقبل ہذا لنا ایضاً۔

سلسلے توڑ گیا وہ سبھی جاتے جاتے
ورنہ اتنے تو مراسم تھے کہ آتے جاتے

☆☆☆

ڈاکٹر اُمِّ محمّد

آپ کی صحت

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

س: مسئلہ میری والدہ صاحبہ کا ہے۔ان کی عمر ۴۸ سال ہے۔انھیں ڈاکٹروں نے رحم کا کینسر تجویز کیا ہے۔ڈاکٹری اور یونانی کافی علاج کروایا ہے مگر مرض ختم نہیں ہوتا۔وقتی افاقہ ہے۔اب بے انتہا کمزوری اور غنودگی کی کیفیت رہتی ہے۔دردسر اور صفرا کی بھی زیادتی ہے۔ہم مہنگا علاج بھی نہیں کرواسکتے آپ سے اس سلسلے میں رہنمائی چاہیے۔

(بنت شبیر احمد۔میرپور خاص)

ج: محترمہ بنت شبیر صاحبہ! رپورٹ کے حساب سے مرض Grade-II پر ہے۔اس سے پیچیدگیاں بڑھ رہی ہیں۔آپ والدہ صاحبہ کو دوا Taraxacum Officin Q اور Serratula Q دونوں کے ۱۰۔۱۰ قطرے دن میں ۳ مرتبہ ایک گھونٹ پانی میں ملا کر دے دیں۔ان شاءاللہ بہت افاقہ ہوگا۔مانع حمل دوائیں بالکل نہ لیں۔اس عمر میں اور اس مرض میں حمل بھی مشکل ہے۔ڈاکٹروں نے بلاوجہ مانع حمل دوا شروع کی ہوئی ہے جو ان کے مرض کو خراب کررہی ہے۔ہلکی پھلکی غذا دیں۔وزن اور زیادہ تھکاوٹ والے کاموں سے احتیاط کریں۔طاقت کے لیے ہمدرد کا 'تن سکھ' صبح شام لے لیں۔

☆☆

س: ڈاکٹر ام محمد صاحبہ! میرا مسئلہ یہ ہے کہ میرا ہاضمہ بہت خراب ہے۔گیس تیزابیت جان ہی نہیں چھوڑتی۔رات کا کھانا صبح تک بوجھ بنا رہتا ہے۔اس کے ساتھ مجھے لیکوریا کا مسئلہ بھی ہے، اس کے لیے بھی کوئی اچھی سی دوا بتادیں۔میرے چہرے پر پرانے دانوں کے نشان ہیں اس کے لیے بھی کریم یا دوا تجویز کردیں۔(گل رعنا فاروقی۔کراچی)

ج: محترمہ گلِ رعنا صاحبہ! آپ دوا Carum Carvl 30 اور Anisum 30 ان کے ۴۔۴ قطرے دن میں چار مرتبہ لے لیا کریں۔تلی ہوئی اور تیز مرچ مصالحوں سے پرہیز کریں۔لیکوریا کی زیادتی کے لیے Alumina 30 بھی ساتھ استعمال کرسکتی ہیں۔Fairax Cream رات میں سوتے وقت لگالیں۔سعید غنی کا 'صندل سوپ' بہت مناسب ہے۔ہر جلد پر اچھا اثر کرتا ہے۔معجون مصفی ۷ گرام سوتے وقت لیں یہ بھی چہرے کے داغ دھبے اور رنگت نکھارنے میں مدد کرتا ہے۔

☆☆

س: باجی ام محمد صاحبہ! میرے بھائی جن کی عمر ۳۶ سال ہے۔کچھ حالات کی پریشانیوں کے باعث منشیات کا پچھلے چار سال سے استعمال کررہے ہیں۔اب ان کو دل کا مرض بھی شروع ہوگیا ہے۔شادی شدہ ہیں آپ کوئی ایسی دوا بتائیں کہ ان کی منشیات کی عادت ختم ہوجائے۔کوشش کے باوجود اس عادت پر قابو نہیں کرپارہے۔والدہ اور والد بہت پریشان ہیں۔ (ص۔م۔چکوال)

ج: محترمہ ص،م صاحبہ! دل اور شریانوں کے لیے کسی بھی قسم کا نشہ زہر کا کام کرتا ہے۔کسی بھی قسم کی ٹینشن، ڈپریشن یا جوانی میں دوستوں کے ساتھ ہنسی مذاق میں منشیات شروع کرنا انتہائی نامناسب عمل ہے جو کہ وقت گزرنے کے بعد ہی سمجھ میں آتا ہے۔اس کو ترک کرنے کے لیے سب سے ضروری قوتِ ارادی ہوتا ہے۔وہ خود چاہیں گے اور غلطی پر نادم ہوں گے تو ہی یہ عادت ختم ہوگی، ورنہ لاکھوں علاج پر لگادیں نتیجہ کچھ نہیں نکلے گا۔Papaver Rhoeas30 اور Hypericum30 دن میں چار مرتبہ ۴۔۴ قطرے لیں۔رات میں سوتے وقت بھی پانی میں ملا کر دے دیا کریں۔ان شاءاللہ کچھ ہی دنوں میں بہتری نظر آئے گی۔

☆☆

س: باجی ام محمد! میرا مسئلہ یہ ہے کہ میرے ایام ۴ سال سے بہت خراب ہوگئے ہیں۔کبھی دو دو ماہ کا وقفہ آجاتا ہے۔جب دوا لو تو دس دن سے اوپر گزر جاتے ہیں، پاکی نہیں ہوتی۔بہت پریشانی ہے۔دو ماہ بعد شادی ہے۔اسی خرابی کی وجہ سے چہرے پر بلکہ پورے جسم پر رواں بھی بڑھ رہا ہے۔کوئی تیز اثر دوا اور ٹوٹکہ بتائیں۔

(ج بنت عبداللہ۔بورے والا)

ج: محترمہ ج! میرا مشورہ ہے کہ شادی سے پہلے ایک الٹرا ساؤنڈ ضرور کروالیں۔دوا Polygonum hyd30 اور Origarnum Valg30 دونوں کے ۴۔۴ قطرے دن میں چار مرتبہ لے لیا کریں۔ہارمونز ان شاءاللہ سیٹ ہوجائیں گے تو باقی مسائل بھی حل ہوجائیں گے۔فاضل بالوں کے لیے رات میں Fairy Fairface کریم استعمال کرسکتی ہیں۔ویسے ½ چائے کا چمچ پھٹکری کا پوڈر ½ کپ پانی میں گھول لیں اور ہلکے ہاتھ سے دن میں ۲۔۳ مرتبہ یہ پانی لگالیں اس سے بھی فاضل بالوں کی جڑیں کمزور ہوتی ہیں۔اگر جلن ہو تو ۲۔۳ قطرے گلیسرین ملاسکتی ہیں۔

نوٹ: جو خواتین آن لائن علاج کروانا چاہیں وہ مندرجہ ذیل نمبر پر رابطہ کرسکتی ہیں:

۰۳۰۰۔۹۲۱۳۸۸۸

☆☆☆

درگزر کا ثواب

حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد ہے کہ روز قیامت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک اعلان کرنے والا یہ اعلان کرے گا کہ رب ذوالجلال کے پاس اگر کسی شخص کی کوئی نیکی اور امانت ہے تو وہ کھڑا ہو جائے۔چنانچہ لوگوں کو کثرت سے معاف کرنے والے اور خادموں، نوکروں اور ماتحتوں کی غلطیوں سے درگزر کرنے والے کھڑے ہوں گے اور رب ذوالجلال والاکرام کے دربار میں حاضر ہوجائیں گے تو اللہ تعالیٰ انہیں عفو و درگزر کرنے کا بہترین بدلہ عطا فرمائیں گے۔

☆☆☆

مرسلہ: زرینہ شیر احمد، پہاڑ گنج، کراچی

اہلیہ راشد اقبال

نیند

موضوع پڑھتے ہی آپ سمجھ گئے ہوں گے کہ آج ہم کس موضوع کے کان کھینچنے جا رہے ہیں۔ ہاں تو جناب! ٹھیک سمجھا آپ نے۔ آج ہم نیند کی نیند اڑانے جا رہے ہیں، تاکہ غفلتِ نیند سے ہم سب ہی بیدار ہو جائیں تو اچھا ہے۔

ویسے آپ نے غفلت کی نیند، راہِ فرار نیند، مسیحائی نیند، خوابِ خرگوش والی نیند تو کبھی گھوڑے والی، ہمارا مطلب ہے گھوڑے بیچ کر سونے والی نیند کے بارے میں پڑھا سنا تو ہوگا ہی۔ (اب سب کا ذکر تو یہیں کر دیا تو آگے تحریر میں کیا پڑھیں گے؟ آدھے قارئین پر تو یونہی نیند سوار ہو جائے گی لہٰذا ہم اب آہستہ آہستہ ہر قسم کے نیند والے قارئین کی نیندیں حرام کرتے ہیں)

ویسے یہ نیندیں حرام کرنا بھی خوب ہے۔ بندہ ابھی نیند حلال کرتا نہیں کہ لوگ حرام کرنا شروع کر دیتے ہیں اور اس میں سرفہرست نوزائیدہ بچے ہی ہوتے ہیں جو ماؤں کی نیندوں کے دشمن ہوتے ہیں۔ یہاں ماں کی پلک جڑی نہیں کہ ان کے منوں کی پوری کی پوری کھل جاتی ہیں۔ چلو آنکھیں کھلنا تو بندہ برداشت کر لے مگر صرف آنکھیں ہی تو کھلی نہیں ہوتیں بلکہ ساتھ ساتھ گلا بھی خوب کھل جاتا ہے۔ سائرن کی طرح بجنا شروع کر دیتے ہیں۔ بندے کو کسی الارم کی ضرورت ہی نہیں پڑتی۔ یہاں پر نیندیں حرام ہونے والا محاورہ تین چار ماہ تک تو بالکل ہی حلال نہیں ہوتا، اوپر سے کمال یہ ہوتا ہے کہ ذرا سا شکوہ کسی بڑے کے سامنے منہ سے کیا نکل جائے تو ایک ہی جواب ملتا ہے:

''ہم نے بھی پالے ہیں تم انوکھے تھوڑی ہو!''

اور اس وقت بند ہوتی آنکھیں مزید کھل جاتی ہیں۔

ویسے تو غفلت کی نیند کا بھی کچھ تو آپ نے سنا ہوگا۔ ایسے بندے کو تو دین دنیا کا اتا پتا ہی نہیں ہوتا، جب وہ خوابِ غفلت میں جاتا ہے تو سارے اذیت میں آ جاتے ہیں۔ گھر اوندھا ہو یا سیدھا، اسے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ فجر نکلے یا عصر اس کا تکیہ نہیں چھوٹتا۔ اسے خوابِ غفلت اسی لیے کہتے ہیں شاید کہ اس میں مبتلا کو نفع نقصان کی تمیز ہی باقی نہیں رہتی۔ ایسوں کو نیند سے جگانے کے لیے تو اکثر عمریں نکل جاتی ہیں اور ان کی آنکھ ہی نہیں کھلتی اور جب اصل میں کھلتی ہے تو درحقیقت بند ہو چکی ہوتی ہے۔

ایسے خوابِ غفلت سے تو پناہ مانگنے کا مقام ہے۔ اللہ ہمیں عافیت والی بیداری عطا فرمائے، آمین!

راہِ فرار والی نیند کو لوگ الگ الگ پہلوؤں سے دیکھتے ہیں۔ کام چور ٹائپ لوگ اکثر جمائیاں لیتے نظر آتے ہیں۔ ایک آنکھ بند ایک آنکھ کھلی سے کام کرتے ہیں، بلکہ کرتے کیا ہیں، کام بگاڑتے نظر آتے ہیں اور جب کام بگڑ جائے تو نظر نہیں آتے۔ ڈھونڈنے پر پتا چلتا ہے کہ تکیہ سر کے نیچے رکھنے کی بجائے منہ پر رکھے سوئے ہوتے ہیں۔ ایسے میں تو کبھی دل کرتا ہے کہ اسی تکیے سے منہ دبا دیا جائے!

ارے بھئی اب آپ اپنا غصہ یوں مت نکالیے گا، ورنہ کام تمام ہو جائے گا اور نام تو لکھنے والے ہی کا آئے گا۔

ویسے ڈانٹ ڈپٹ سے بچنے کا یہ بھی ایک اچھا طریقہ ہے کہ بندہ سو جائے، پھر بک بک کرنے والا بولتا ہی رہے تو کیا فرق پڑتا ہے؟ ایسے کسی کو جلا کرتا کر سونے کا بھی ایک الگ مزہ ہے۔ یہاں آپ سوئے نہیں اور وہ کروٹ بدلتے ساری رات ہی گزار دیتا ہے۔ دوسرے دن آپ پھر بچ جاتے ہیں بایں طور کہ جب آپ جاگ جاتے ہیں تو وہ بے چارا رات بھر جاگ کر سو جاتا ہے۔ یہ بچ نکلنے کی عجیب ترکیب ہے۔

خرگوش خواب میں آپ کو دیکھتا ہے یا آپ خرگوش کو پتا نہیں۔ یہ خوابِ خرگوش والی نیند بھی کچھ عجیب جیت کی سرشاری اپنے اندر رکھتی ہے۔ بے فکر نیند، میٹھی نیند سے جس میں میٹھے میٹھے خواب، حال کے ہوں یا مستقبل کے، جیت کی صورت میں مٹھائیوں کی شکل میں ہی آتے ہوں گے، کیونکہ ایسی نیند سے بندہ جب بیدار ہوتا ہے تو بیدار نہیں ہوتا۔ بہکی بہکی اور میٹھی میٹھی باتیں ایسے کرتا ہے جیسے صاحب کی شوگر ملیں چل رہی ہوں۔

اب گھوڑے بیچنے کی باری ہے۔ آپ بھی کہیں گی کہ یہ جانوروں کی باتیں کہاں سے شروع ہو گئیں۔ بھئی ہم نے یہ مثالیں نہیں بنائیں، جنھوں نے بنائی ہیں ان سے پوچھنا زیادہ بہتر رہے گا کہ گھوڑے بیچنے کی کیا ضرورت تھی؟ گدھے بیچ کر بھی سویا جا سکتا تھا۔ شیر، ہاتھی، بندر یہ سب کون بیچے گا؟ میرے خیال سے تو گھوڑے بیچنے والے سوتے نہیں، سلا دیتے ہیں اور خود پیسے گنتے رہتے ہیں۔ ویسے آپس کی بات ہے گھوڑے بیچ کر سونے والے کراچی جیسے شہر کو بیچ کر بھی سو جاتے ہیں۔ کیوں؟ کراچی والو درست کہا ناں!

ویسے گھوڑے بیچ کر سونے والوں کو جگانے والا جگانے سے قاصر نظر آتا ہے اور سر جھٹک کر صرف اتنا ہی کہہ پاتا ہے بھئی گھوڑے بیچ کر سویا ہے ابھی نہیں اٹھے گا۔ ویسے یہ بے خبر نیند

ابھی عشق کے امتحاں اور بھی ہیں!

علامہ اقبال

ستاروں سے آگے جہاں اور بھی ہیں
ابھی عشق کے امتحاں اور بھی ہیں

تہی زندگی سے نہیں یہ فضائیں
یہاں سیکڑوں کارواں اور بھی ہیں

قناعت نہ کر عالم رنگ و بو پر
چمن اور بھی، آشیاں اور بھی ہیں

اگر کھو گیا اک نشیمن تو کیا غم
مقامات آہ و فغاں اور بھی ہیں

تو شاہیں ہے پرواز ہے کام تیرا
ترے سامنے آسماں اور بھی ہیں

اسی روز و شب میں الجھ کر نہ رہ جا
کہ تیرے زمان و مکاں اور بھی ہیں

گئے دن کہ تنہا تھا میں انجمن میں
یہاں اب مرے رازداں اور بھی ہیں

☆☆☆

ہوتی بڑی خبروں والی ہے۔جس نیند کی بندے کو خبر نہیں ہوتی اس کی خبر سب میں عام ہو جاتی ہے۔ باتیں چلتی ہیں کہ دال میں کچھ کالا ضرور ہے، چلو بھئی شاباش اب گڈو کی شادی کرا دو، گڈو بے خبر نیند سوتا ہے۔

مسیحائی نیند!

آہ......ہا......اس نیند کا تو ہمیں کچھ انتظار سا تھا کہ باری آئے تو کچھ لکھ سکیں۔ یہ مسیحائی نیند بڑی عجیب وغریب ہوتی ہے۔لوگ اکثر اس نیند کی تلاش میں رہتے ہیں کہ ایسی مسیحائی نیند سوئیں کہ اٹھنے پر سب بھول چکے ہوں۔ یہ غموں کو ہلکا کرنے والی نیند بھی ہوتی ہے۔ غصے کو کم کرنے والی، رنج بھلا دینے والی۔ کچھ لوگ بڑے نصیب والے ہوتے ہیں جن کو یہ نصیب ہوتی ہے۔غم واداسی کے وقت یہ نیند آ جائے تو دل سنبھل جاتے ہیں۔ یہ تکلیفوں کو کم کرنے والی نیند تو اکثر بھاری قیمت دے کر آپریشن تھیٹر میں خریدی جاتی ہے تا کہ تکلیف کو محسوس نہ کیا جا سکے مگر کسی کسی کو خوش نصیب کو یونہی بھی آ جاتی ہے۔

اور اب خراٹے والی نیند۔

اف توبہ جی! یہ نیند تو پرانی گاڑیوں کے انجن کی طرح فراٹے بھرتی نظر آتی ہے۔اس نیند سے جاگنے والا تو بھاگنے والی کیفیت میں آ جاتا ہے۔

یہ خراٹے والی نیند بھی ناں! روئی ٹھونس لو، تکیے رکھ لو، کمبل لپیٹ لو، کانوں پر ہتھیلیاں رکھ لو، برآمد ہونے والے خراٹے نہیں رکتے جناب، بار بار بہانے سے ہلا کر جو بیدار کیا جائے تو لمحے بھر کی خاموشی۔ آپ کے سکھ کا سانس اوپر سے نیچے نہیں آتا اور پھر سے چیختے چنگھاڑتے خراٹے، پھر آپ کو تکیے میں منہ دینے پر مجبور کر دیتے ہیں۔

ارے ایک نیند تو رہ ہی گئی۔ اب ذکر اس کا آخر میں یوں ہے کہ یہ ہے ہی آخری نیند یعنی ابدی نیند۔ اب اس ابدی نیند کا ذکر بھی سن لیں۔ یہ نیند بھی کچھ عجیب سی ہے جو بہت کم لوگوں کو پیاری ہوتی ہے، مگر اکثر لوگ اس نیند کے آنے سے پہلے اس کے لیے تیار نہیں ہوتے، مگر وقت آنے پر یہ سب پر خود ہی غالب آ جاتی ہے اور آنکھیں بند ہو جاتی ہیں۔

بہتر یہی ہے کہ اس نیند سے پہلے پہلے ساری تیاری کر لی جائے تا کہ یہ ابدی نیند میٹھی اور سہانی نیند میں بدل جائے۔ ورنہ اس نیند سے تو کسی کو فرار نہیں ہے اور جب یہ غالب آتی ہے تو سارے رابطے ہی توڑ ڈالتی ہے۔ چلیں اس موڑ پر دعا کر لیتے ہیں اللہ ہم سب کو عافیت والی ابدی نیند عطا فرمائے، آمین!

اور میں اپنے وعدے پر پورا اتروں گا!

جبین چیمہ

''کھانا چاہیے۔'' ان میں سے ایک نے محمد کے منہ پر تھوک دیا۔ ''تم لوگوں کا کھانا پانی سب ہمارے قبضے میں ہے۔ ہم نے وہ سب بند کر دیا ہے۔ اب ہم تمھیں بھوکا ماریں گے۔''
اُن میں سے ایک اسرائیلی درندہ بولا۔

''یہی تو تم لوگوں کی بھول ہے کہ ہمارا اناج، ہماری جانیں تمھارے قبضے میں ہیں۔ تم تو خود اللہ رب العالمین کی حقیر سی مخلوق ہو۔ وہ جب چاہے تمھیں چیونٹی کی طرح مسل دے۔ اس کے عذاب یقیناً اس سے بہت بڑا ہے جو تم اہلِ غزہ کے لیے لے کر آئے ہو۔ کیونکہ یہ عذاب تو مرنے کے بعد ختم ہو جائے گا مگر رب کا عذاب ہمیشہ رہنے والا ہے۔''

محمد نے بے خوفی سے ان کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے ترکی بہ ترکی جواب دیا۔ اس کا اٹھا ہوا سر انھیں یہ بتانے کے لیے کافی تھا کہ یہ سر کٹ تو سکتے ہیں، جھک نہیں سکتے۔

''یہ تم لوگ ہو کس بھول میں، کس چیز نے تم لوگوں کو اتنا نڈر بنا دیا ہے۔''
ایک اسرائیلی نے پوچھا۔

''ہمارے سچے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بہت پہلے ہی ہمیں بتا دیا تھا کہ زندگی مومن کے لیے قید خانہ اور کافر کے لیے جنت ہے، تو ہم اس پنجرے سے آزاد ہونے میں کیوں نہ خوشی محسوس کریں۔ ہمارے جو لوگ دنیا سے چلے گئے، وہ مصیبتوں سے رہا ہو گئے، وہ دائمی جنتوں میں چلے گئے۔ یہاں ہمارے لیے رکھا ہی کیا ہے۔ تم کسی بھی فلسطینی سے پوچھ لو، وہ زندگی سے زیادہ موت سے پیار کرتا ہے۔''
محمد نے اطمینان سے جواب دیا۔

''چلو پھر تمھیں بھی تمھاری نام نہاد جنت میں پہنچاتے ہیں۔''

ان میں سے ایک نے رائفل سیدھی کی تو محمد اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کلمہ شہادت پڑھنے لگا۔

''ٹھہرو!'' اس کے ساتھی نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔ ''ان کے لیے اب زندگی موت سے بدتر ہے۔ ان کی سزا یہی ہے کہ انھیں زندہ رکھا جائے۔ چلو اسے لے چلتے ہیں۔ قید میں ڈال دیں گے۔'' انھوں نے محمد کی آنکھوں پر پٹی باندھی اور گھسیٹتے ہوئے لے کر چلنے لگے۔

بارہ سال کا معصوم سا لڑکا جسمانی طور پر کمزور تھا مگر اس کا ایمان پہاڑوں سے زیادہ مضبوط تھا۔ وہ قرآنی آیات بلند آواز میں پڑھنے لگا۔

تھوڑا آگے بڑھنے کے بعد انھوں نے اسے ایک بند گاڑی میں پھینک دیا۔ جس میں اور بھی بہت سے بچے، عورتیں اور چھوٹی چھوٹی لڑکیاں بھری ہوئی تھیں۔ ان کے ہاتھ پیچھے بندھے ہوئے تھے اور آنکھوں پر پٹیاں تھیں۔

محمد کے جب اوسان بحال ہوئے تو اس نے سنا۔ وہ سب قیدی ایک دوسرے کو حوصلہ دے رہے تھے۔ وہ سب ایک دوسرے کو ابو عبیدہ کے پیغام پہنچا رہے تھے۔ وہ سب اللہ کے سپاہی تھے۔ وہ سب حماس کے ساتھ کھڑے تھے، اور اب اس فانی جسم کی ان کے نزدیک کوئی اہمیت نہیں تھی کہ اس کے ساتھ کیا کیا جانے والا ہے۔ ان سب کی روحیں بلندیوں پر پرواز کرنے کے لیے اور اپنے خالق سے ملنے کے لیے بے چین تھیں۔ وہ سب پرسکون تھے، مگر اپنے بے حمیت اور بے ایمان کلمہ گو مسلمان حکمرانوں سے شکوہ کناں بھی ضرور تھے جو اس قتلِ عام میں امریکا کی ناجائز اولاد اسرائیل کی درپردہ حمایت اور پشت پناہی کر رہے تھے۔

اس رات محمد نے زندگی کا ایک نیا رخ دیکھا۔ انسانیت اور رحم سے عاری وحشی اور بھوکے کتوں کی طرح وہ ان سب پر ٹوٹ پڑے تھے۔ اُن کے کپڑے اتروا دیے گئے۔ وہ سب ایک چھوٹے سے کمرے میں ٹھونس دیے گئے تھے۔ وہ سردی سے کانپ رہے تھے۔ جب ان پر ٹھنڈا پانی ڈال کر انھیں اسی حالت میں چھوڑ دیا گیا۔

شدید ٹھنڈ سے کپکپاتے ہوئے محمد کو اپنے بھائی اور اماں کی فکر تھی کہ نجانے وہ کس حال میں ہوں گے۔ وہ اس کے نانا جان کا اسکول تھا جس میں وہ سب پڑھتے تھے۔ اس میں کبھی کبھار قاسم ماموں یا اس کے بابا عبدالرحمٰن بھی آتے تھے۔ جس دن وہ آتے اُس دن وہ سارا دن مختلف کھیلوں کی مشق کرتے۔ وہ دیواروں پر چڑھتے، کشتی لڑتے اور مختلف کھیل کھیلتے، جس سے اُن کے جسم مضبوط ہوتے اور ساری سردی ختم ہو جاتی۔

''آؤ اس دیوار پر چڑھیں۔'' اس نے اپنے ساتھ بیٹھے بچے سے کہا۔

''مجھے تو دیوار پر چڑھنا نہیں آتا۔''

وہ صرف نیکر پہنے ہوئے تھا، اور اتنے لوگوں میں بیٹھے ہوئے اسے بہت شرم آ رہی تھی۔

''تو آؤ کشتی کرتے ہیں۔ اس سے سردی ختم ہو جائے گی۔ باقی سب سے بھی کہتے ہیں کہ وہ بھی کوئی نہ کوئی ورزش شروع کریں۔ بے شک اٹھک بیٹھک کرتے رہیں۔ اِس سے انھیں سردی کا احساس کم ہو جائے گا۔''

جلد ہی محمد ان سب کا لیڈر بن گیا۔ وہ ان سب کو جب یہودی ان پر مظالم ڈھا رہے ہوتے صبر پر اجر کی آیات پڑھنے کو کہتا۔ ان کو جب کبھی دو پل چین کے ملتے تو وہ انھیں قرآن مجید کا درس دیتا۔ اس کی آواز اور لہجے میں عجیب سی تاثیر تھی۔

وہ اپنے ہم عمر بچوں کو بتاتا کہ یہ لوگ خدا کے دھتکارے ہوئے ہیں، اس لیے ان میں انسانیت نام کو بھی نہیں۔

''حیوانوں سے ہم اور توقع بھی کیا کر سکتے ہیں جو کہ خالق کو بھی نہیں پہچانتے۔ ہم اس حیوانیت کو ختم کر کے دم لیں گے۔ ہم حماس کے سپاہی بنیں گے۔'' وہ انھیں کہتا۔

ایک دن جب وہ درس دے رہا تھا تو اچانک وہ درندے اس پر پل پڑے۔ وہ اسے مارتے ہوئے دوسری بیرک میں لے گئے اور اس کے بعد پھر کسی کو پتا نہیں چلا کہ ان کا پیارا محمد کہاں چلا گیا۔

فریال بھوک پیاس سے تنگ طلحہ کو لے کر کئی روز تک محمد کا انتظار کرتی رہی مگر وہ نہ آیا۔

آخرکار بھوک کے ہاتھوں خود اور اپنے کمزور اور بیمار بچے کو مرتے دیکھنے سے اس نے بہتر سمجھا کہ وہ یہاں سے باہر نکلے پھر چاہے انھیں شہید کر دیا جائے۔ وہ خوشی خوشی شہید

ہونے کو تیار تھی، مگر اے کاش میں انھیں مار کر مرتی۔

وہ اپنے دل میں بے بسی سی محسوس کرتی بچے کو لے کر اس پناہ گاہ سے باہر نکل آئی۔

باہر دسمبر کا بھیگا بھیگا سا دن طلوع ہو چکا تھا۔ ہر چیز پر عجیب سی ویرانی اور پر اسرار سناٹا چھایا ہوا تھا۔ وہ طلحہ کو اٹھائے بمشکل باہر نکلی، اور سر جھکائے اپنے گھر کے راستے پر ہولی۔

وہ ابھی تھوڑا ہی آگے گئی تھی کہ اسے اپنے اسپتال کا ایک آدمی جو اسپتال میں نرس کی ڈیوٹی کرتا تھا، اپنی گدھا گاڑی پر آتا ہوا نظر آ گیا۔

"مصطفیٰ! تم کہاں جا رہے ہو؟" فریال نے پوچھا۔

"آپ بھی آ جائیں۔ ہم سب خان یونس جا رہے ہیں۔ میں تو کئی دن پہلے ہی چلا گیا تھا مگر راستے سے لوٹ آیا۔ مجھے لگا کہ شاید میرا حمزہ اور میری اسماء ملبے کے نیچے ابھی زندہ ہوں۔ ہائے فریال بہن! میرا ڈھائی سال کا بیٹا اور چار سال کی بیٹی اور میری فرشتہ سیرت بیوی۔ نجانے وہ سب کدھر گئے۔ گھر میں تو کوئی بھی نہیں تھا۔"

"ملبے کے نیچے سے یہ دیکھو۔ یہ اسماء کے جوتے ملے ہیں اور حمزہ کی یہ قمیص۔" وہ بولتا جا رہا تھا۔ اس نے بولتے بولتے ہی طلحہ کو اوپر چڑھایا اور فریال کے بیٹھتے ہی گدھا آگے کو بھگانے لگا۔

فریال چپ چاپ ارد گرد کی کھنڈر ہوئی عمارتیں دیکھ رہی تھی۔ تھوڑا سا آگے جا کر کنڈر گارٹن کی عمارت تھی جس میں تین سو کے قریب معصوم بچے پڑھتے تھے جن کی عمریں مشکل سے ڈھائی سے چار سال تک تھیں۔ جن کو ماؤں نے صبح سویرے بمشکل اٹھا کر نہلا دھلا کر اسکول بھیجا ہوگا۔ اس دن یقیناً ان شہید ننھے منے فرشتوں کی ماؤں نے بار بار مڑ کر انھیں دیکھا ہوگا اور پھر وہ اسکول کا صحن ان کے ننھے منے کٹے ہوئے اعضا سے بھر گیا ہوگا۔ اس منظر پر یقیناً آسمان بھی جی بھر کر رویا ہوگا کہ ایسی نسل کشی اس نے کب دیکھی تھی۔

طلحہ بھوک سے نڈھال تھا۔ اس کے ہونٹوں پر پپڑیاں سی جمی تھیں جنھیں وہ بار بار زبان پھیر کر تر کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔

"بچہ زخمی ہے کیا۔" اس نے فریال سے پوچھا۔

فریال نے بے دھیانی میں سر ہلایا۔ وہ اس راستے پر نظریں گاڑھے بیٹھی تھی جدھر سے وہ آئی تھی۔ شاید کہیں سے محمد آ جائے۔ اس کے ہوتے ہوئے کتنا تحفظ کا احساس ہوتا تھا۔ نجانے میرا بچہ کس حال میں ہے۔ زندہ بھی ہے یا شہید ہو گیا!

اس کی آنکھوں سے بے اختیار آنسو بہنے لگے۔

"اللہ نہ کرے کہ وہ ان درندوں کے ہاتھ لگے۔ اس سے بہتر ہے کہ وہ شہید ہو چکا ہو اور جنت میں ہم سب کا انتظار کر رہا ہو۔ ہمارے پاس بھی نجانے کچھ وقت بچا ہے یا ختم ہو چکا ہے۔"

"یا اختی!" گاڑی بان پھر اس سے مخاطب ہوا۔ "بچے نے کب سے کچھ نہیں کھایا۔"

"پرسوں ہمارے پاس آخری روٹی بچی تھی۔ جو میں نے پانی میں بھگو کر اسے تھوڑی تھوڑی کر کے کل کھلا دی تھی۔"

"پانی تو کب سے بند کر دیا گیا ہے اور چن چن کے اُن جگہوں پر بمباری کی گئی ہے جہاں سے کھانے کو کچھ مل سکتا تھا۔ میرا بیٹا محمد!"

فریال کے ہونٹ کانپنے لگے اور اس کی آنکھوں سے درد والم آنسوؤں کی صورت بہنے لگا۔

"کیا ہوا محمد کو، کیا شہید ہو گیا؟" گاڑی بان نے پوچھا۔

"پتا نہیں، شاید درندوں کے ہاتھ لگ گیا۔"

وہ حسرت سے پیچھے رہ جانے والے برباد شہر کو دیکھ رہی تھی۔

"اللہ نہ کرے جو وہ ان کے ہتھے چڑھے۔ اس سے بہتر ہے کہ اسے شہادت نصیب ہو جائے۔ اختی فریال! تم نے یہ کیسے سمجھ لیا کہ رازق یہ آدم خور درندے ہیں، رازق تو وہ رب ہے جو پتھر میں کیڑوں کو بھی رزق دیتا ہے، تو پھر وہ اس معصوم جان کو کیسے بھول سکتا ہے۔ یہ لو کھاؤ"

اس نے کپڑوں کی گٹھڑی کے نیچے سے ہاتھ ڈال کر ایک تھیلا نکالا جس میں پانی کی بوتل اور روٹی تھی۔ (جاری ہے)

وفاداری کا انجام

علی ہلال

بھیڑیے نے کتے سے ایک بار پوچھا کہ انسانوں کے ساتھ رہنے کا تمھارا تجربہ کیسا رہا؟

کتے نے جواب دیا کہ وہ جب کسی کی تحقیر کرتے ہیں تو اسے کتے سے تشبیہ دیتے ہیں۔ بھیڑیا بولا: "کیوں کیا تم نے انھیں کاٹا ہے؟"

کتا بولا: "نہیں۔"

بھیڑیا نے پھر پوچھا: "کیا تم نے انسانوں اور ان کے مویشیوں کو میرے حملوں سے نہیں بچایا؟"

کتا بولا: "کیوں نہیں، کئی بار۔"

بھیڑیا بولا: "اچھا یہ بتاؤ کہ یہ انسان اپنے ذہین، سمجھدار اور بہادر لوگوں کو کس چیز کے ساتھ تشبیہ دیتے ہیں؟"

کتا بولا: "بھیڑیے سے۔"

اب بھیڑیے نے کہا: "میں نے تو تمھیں شروع ہی سے یہ کہا تھا کہ ہم سے جدا نہ ہو، ہمارے ساتھ بھیڑیا بن کر رہو۔ ہیومن سوسائٹی کا رخ مت کرو۔ میں نے بارہا انسانوں کو، مویشیوں اور ان کے بچوں کو چیر پھاڑا۔ انھیں دھوکے دے کر نقصان پہنچایا مگر میں ان کی نظروں میں ہمیشہ ہیرو ہی ٹھہرا۔

اے کتے! تمھیں یہ یاد رکھنا چاہیے کہ انسان ہمیشہ سے اپنے سفاک جلادوں کو پوجتا رہا ہے۔ ظالم کی تقدیس کرتا رہا ہے جبکہ اپنے وفادار کی تحقیر کرنا اس کا پسندیدہ مشغلہ اور تابعدار کو ذلیل کرنا اس کا مزاج ہے۔ (عربی سے ترجمہ)

☆☆

خیال رہے کہ عربی ادبیات میں بھیڑیا ایک پسندیدہ جانور ہے۔ ذہین شخص کی مثال بھیڑیے کے ساتھ دی جاتی ہے۔ شاید عربوں میں آہستہ آہستہ عزازیل یعنی اسرائیل کی بڑھتی ہوئی تقدیس کی یہی وجہ ہے!

☆☆☆

نقشِ قدم

اُمّ محمد سلمان

میری شادی کو کچھ ہی عرصہ ہوا تھا۔ ایک دن ہم سب دیورانی جیٹھانی اپنی ساس اماں کے ساتھ خوش گپیوں میں مشغول تھے کہ کچھ دور پار کے رشتے داروں کا ذکر چھڑ گیا جو اپنی بہوؤں پر بہت ظلم و زیادتی کرتے تھے۔

جیٹھانیوں کا اکثر وہاں آنا جانا تھا اس لیے ان کے حالات سے خوب واقف تھیں۔ ہماری منجھلی جیٹھانی تو جب اُن کا ذکر کرتیں تو غصے سے بل کھانے لگتی تھیں۔ اس دن بھی کچھ ایسا ہی ہوا، ان کا ذکر آتے ہی ایک ہاتھ کا مکا بنا کر دوسرے ہاتھ کی ہتھیلی پر زور سے مارتے ہوئے بولیں: ''اللہ کی قسم! مجھے کیوں نہیں ملیں ایسی ساس، میں انھیں ٹھیک کر کے رکھ دیتی۔ ان کے چودہ طبق روشن نہ کر دیتی تو میرا نام نہیں تھا۔ پتا نہیں ان کی بہوویں بھی عجیب ہیں، کیوں اتنا ظلم برداشت کرتی ہیں۔''

ہم سب ان کی بات اور انداز پر ہنس پڑے۔

بڑی جیٹھانی بولیں: ''شکر کرو کہ اچھی ساس مل گئی تمھیں۔ جب سر پہ پڑتی تو سہنا مشکل ہو جاتا، پھر تم بھی کسی کونے کھدرے میں بیٹھ کر رو رہی ہوتیں۔''

''ارے میں روتی؟ روتی میری جوتی، ان کا جینا حرام نہ کر دیتی میں۔''

وہ دانت کچکچا کر بولیں، پھر ساس صاحبہ کی طرف متوجہ ہو کر بولیں:

''ویسے اماں! آپس کی بات ہے آپ اتنی اچھی کیوں ہیں؟ میرے تو شادی سے پہلے والے سارے ارمان دل کے دل میں ہی رہ گئے۔ ظالم ساسوں کو ٹھکانے لگانے والے، آپ تو ہیں ہی اتنی اچھی کہیں سے ساس لگتی ہی نہیں۔ بھئی آپ کیوں ہیں اتنی اچھی؟''

اماں ہنسنے لگیں۔ جب وہ ایسے ہنستی تھیں تو بہت پیاری لگتی تھیں۔

پھر بولیں: ''دراصل میری ساس نہیں تھی ناں (وہ ان کی شادی سے پہلے ہی انتقال کر چکی تھیں) اس لیے مجھے پتا ہی نہیں ساسیں کیسے رہتی ہیں بہوں کے ساتھ؟ نہ میں نے کسی کے ظلم سہے نہ مجھے خود کسی پر ظلم ڈھانے کا شوق ہوا اور ویسے بھی میرا ماننا ہے کہ بہوویں بیٹیوں سے بڑھ کر ہوتی ہیں۔ بیٹیاں تو آنگن کی چڑیاں ہوتی ہیں، ایک دن اڑ جاتی ہیں۔ گھر کی رونق تو بہوؤں کے دم ہی سے ہوتی ہے۔''

مجھے ان کی یہ بات اس وقت بہت اچھی لگی تھی۔ واقعی گھر کی رونق تو بہوؤں کے دم ہی سے ہوتی ہے، مگر کاش بہوویں بھی اس بات کو سمجھیں۔ ساری عمر انھیں ماں کے گھر میں جس اگلے گھر جا کر تمیز سے رہنے کا درس دیا جاتا ہے وہ اسے اپنی عملی زندگی میں یاد بھی رکھیں۔ مگر ہوتا یہ ہے کہ بہو اپنی سسرال میں اپنے لیے کچھ اور پسند کرتی ہے اور میکے میں اپنی بھابی کے لیے کچھ اور، مطلب یہ کہ سسرال میں اسے خود تو ہر طرح کی آزادی دی جائے اور کام کاج کا بھی کوئی بوجھ نہ رکھا جائے اور میکے میں بھابی سے یہ مطالبہ ہوتا ہے کہ وہ سسرال کی اجازت کے بغیر سانس بھی نہ لے اور سارے گھر کا بوجھ بھی اپنے کاندھوں پر اٹھالے۔ کوئی جادو کی چھڑی بن جائے اور ہر وقت ہر کسی کے کام کے لیے حاضر رہے۔ ایسا ہی کچھ معیار اکثر ساسوں نے بھی بنا رکھا ہے۔ اپنی بیٹی سسرال میں عیش کرے اور خود بہو کو خادمہ اور قیدی بنا کر رکھیں۔ آخر یہ دوغلا معیار کیوں ہے؟ اسی دوغلے پن نے گھروں کا سکون تباہ کر کے رکھ دیا ہے۔

یہ جو آپ کی بہو ہے، اسی سے آپ کے گھر کا چین، سکون وابستہ ہے۔ آپ کے بیٹے کی نصف بہتر، آپ کی نسلوں کی امین ہے۔ خدارا! اس کا مقام پہچانیں۔ اس معاشرے کو اب اچھی ساسیں مہیا کریں۔ بھول جائیں کہ آپ کے ساتھ کیا ہوا تھا۔ کس نے کتنی زیادتیاں کی تھیں۔ ان زیادتیوں کا بدلہ اُن معصوم بہوؤں سے لے کر انھیں مستقبل کی ظالم ساسیں نہ بنائیں۔ کر بھلا ہو بھلا پر یقین رکھیں، جو ہونا تھا ہو گیا اب آگے اپنی نسلوں کی راہ میں کانٹے نہ بوئیں۔

یہی گزارش بہوؤں سے بھی ہے کہ ساس اور سسرال والوں کے لیے اپنے دل میں بغض نہ پالیں۔ کاش ساری ساسیں میری ساس اماں کی طرح ہو جائیں، نیک فطرت اور بہوؤں کا خیال رکھنے والی۔ ہم نے جیسا انھیں کرتے دیکھا، ویسا ہی سیکھا۔ اپنی ہونے والی بہو کے لیے ابھی سے دل میں ایک نرم و شگفتہ سا گوشہ ہے۔ جیسے اپنی ساس کو کرتے دیکھا، اللہ کرے اس سے بھی اچھا رویہ ہم اپنی بہو کے ساتھ رکھ سکیں اور وہ بھی آگے ساس امی کی قدر و منزلت کو پہچانے۔ اس کے دل میں چھپے ممتا کے سوتوں کو محسوس کر سکے۔ بیٹیاں اپنے گھروں کو چلی جاتی ہیں تو ساسیں بہوؤں میں ہی اپنی بیٹیوں کا روپ ڈھونڈتی ہیں۔ خوبیاں خامیاں ہر انسان میں ہوتی ہیں۔ کوئی شخص مکمل برا یا کلی طور پر اچھا نہیں ہوتا۔ تھوڑا بہت جھول سب میں ہوتا ہے۔ ایک دوسرے کی اچھائیوں کو دیکھیں اور انھیں اہمیت دینا سیکھیں۔ چھوٹی چھوٹی باتوں کو نظر انداز کر دینا اچھا ہوتا ہے، زندگی سہل ہو جاتی ہے، ہر بات کا جواب دینا ضروری نہیں ہوتا۔ کوئی کڑوا بول بولے تو جواب میں میٹھے بول کا تحفہ دیجیے۔ آگے بھی انسان ہی ہے، یقین کیجیے اثر ضرور ہوگا۔

آج کل ٹی وی ڈراموں میں کہیں ساس سسر کا برا روپ پیش کیا جاتا ہے تو کہیں بہو کو نڈر، بے باک، کام چور، کاہل اور زبان دراز دکھایا جاتا ہے، اور پھر کہا جاتا ہے کہ یہی کچھ تو معاشرے میں ہو رہا ہے ہم تو لوگوں کو اصل روپ دکھا رہے ہیں۔ یہی کچھ اکثر ناول ڈائجسٹوں کی کہانیوں میں بھی ہوتا ہے۔ ایک سوچ بنا دی گئی ہے کہ بس ساس اور بہو ایک دوسرے کی دشمن اور بدخواہ ہوتی ہیں۔ ایسے لوگوں سے گزارش ہے کہ بری ساسیں، بری بہوویں اور برا سسرال دکھا کر ہم اس معاشرے کی کوئی خدمت نہیں کر رہے۔ لوگوں کو اس معاشرے کا اچھا رخ بھی دکھائیں۔ اسی معاشرے میں اچھے لوگ بھی رہتے ہیں۔ یقین جانیں میں نے کثرت سے اچھی ساسیں اور اچھی بہوویں دیکھی ہیں۔ تو ہم اپنی کہانیوں میں اچھائی کا یہ رخ زمانے کو کیوں نہیں دکھاتے؟ ہمارے لکھاریوں کو چاہیے کہ اچھائی سے اچھائی پنپتی ہوئی دکھائیں تاکہ معاشرے میں نیکی اور بھلائی پروان چڑھے۔ لوگوں میں ایک دوسرے کی خیر خواہی کا جذبہ بیدار ہو۔

اب کوئی یہ نہ کہے کہ آپ کو اچھی ساس ملی تو اس لیے ساسوں کے بارے میں اچھے جذبات رکھتی ہیں اور اپنی ہونے والی بہو کے بارے میں بھی نرم گوشہ، یقین جانیے ہم نے ایسے بھی لوگ دیکھے جنھوں نے خود سسرال والوں کے ظلم وستم اٹھائے مگر اپنی بہوؤں کے

لیے اس بات کو قطعاً پسند نہیں کیا بلکہ اپنے بڑوں کی غلطیوں سے یہ سبق سیکھا کہ خود ان غلطیوں کو نہیں دہرانا اور اس معاشرے کو ایک پاک صاف، محبت بھرا اور پر خلوص گھریلو نظام دینا ہے، بلکہ میری ایک بہت عزیز سہیلی ہیں جو ایک طویل عرصے تک سسرال کے نامناسب رویے اور ظلم وستم کا شکار رہیں مگر وہ خود دنیا کی اس بھیڑ چال میں شامل نہیں ہوئیں بلکہ ہمیشہ یہی سوچتی رہیں کہ میں اپنے گھر کو کبھی اپنی بہو کے لیے برا سسرال نہیں بننے دوں گی۔ انھوں نے اپنے بچوں کی بہترین تربیت کی کہ میری بیٹیاں کسی کی بری نند اور بری بہو نہ بنیں (ماشاء اللہ ان کی بہترین تربیت اور دعاؤں کی وجہ سے ان کی بیٹی سسرال میں بہت اچھی طرح رہ رہی ہے) اور میرا بیٹا اپنی بیوی کا بہترین شوہر بنے اور میں خود اپنی بہو کے لیے ایک اچھی ساس بن سکوں اور اسے میری ذات سے وہ تکلیفیں کبھی نہ پہنچیں جو مجھے اپنی ساس سے ملیں۔ اور میں اس کے لیے اپنے اخلاق کو بہتر بنانے کی بھرپور کوشش کرتی ہوں۔ خوب دعاؤں کا اہتمام کرتی ہوں اور ساتھ ساتھ اپنے بیٹے کی بھی تربیت کرتی ہوں کہ میرے گھر آنے والی ہستی کو اس گھر سے خوشیاں اور احترام ملے اور وہ بھی ہمارے لیے باعث سکون اور دل کی ٹھنڈک بنے۔

آخر میں گزارش یہی ہے کہ بڑوں کے نقش قدم اچھے ہوں تو ان پر ضرور چلنا چاہیے مگر برے طور طریقے اور ظالمانہ رسم ورواج کی پیروی کوئی اچھا کام نہیں، انھیں چھوڑ دینے ہی میں ہماری دنیا و آخرت کی فلاح و بقا ہے۔ اپنی منزل کا تعین کیجیے اور اپنے راستے خود بنائیے۔ امن، محبت، سلامتی اور سکھ چین کے راستے ایثار، قربانی، وفا اور رب کی اطاعت گزاری کے راستے!

ہم خود تراشتے ہیں منزل کے سنگِ میل
ہم وہ نہیں کہ جن کو زمانہ بنا گیا

سکولز، کالجز، یونیورسٹیز، مدارس دینیہ کے اساتذہ طلبہ وطالبات اور عوام الناس کیلئے یکساں مفید

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی طرز پر گھر بیٹھے ختم نبوت و ردقادیانیت پر مشتمل شبان ختم نبوت کے زیراہتمام

ختمِ نبوت خط وکتابت کورس

بیاد
شیخ الحدیث مصلح الامت
حضرت صوفی مولانا محمد سرور صاحب رحمۃ اللہ علیہ
سابق شیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ

زیرسرپرستی
شیخ الحدیث پیر طریقت رہبر شریعت ولی کامل
حضرت مفتی مولانا محمد حسن صاحب مدظلہ
سرپرست اعلیٰ شبان ختم نبوت

زیرنگرانی
استاذ العلماء عالم باعمل
حضرت مولانا محمد عتیق الرحمن صاحب مدظلہ
مہتمم جامعہ عبداللہ بن عمر
مدیر ماہنامہ علم وعمل لاہور

خصوصیات کورس
★ کورس کے تمام مضامین جامعیت واختصار کا حسین امتزاج ہے
★ سوالیہ پرچہ جات ایم سی کیوز (MCQs) کی جدید طرز پر ہیں یعنی جوابات لکھنے کی مشقت سے چھٹکارا۔
★ ہر شریک کو پہلے مرحلے کی کامیابی پر 15 یوم کے اندر کورس کا دوسرا حصہ روانہ کر دیا جائیگا۔
★ شرکاء کورس کو اختتام کورس پر خوبصورت اسناد دی جائیں گی۔

مضامین کورس
★ سیرت رسول ﷺ
★ ناموس رسول اور قانون ناموس رسول ﷺ
★ عقیدہ ختم نبوت
★ حضرات صحابہ کرام کے ایمان افروز واقعات
★ عشق تحفظ ختم نبوت اور اکابرین امت کی نظر میں
★ حیات سیدنا عیسیٰ علیہ السلام
★ ظہور سیدنا حضرت مہدی علیہ الرضوان
★ ردقادیانیت جیسے اہم موضوعات پر مشتمل

طریقہ کار کورس
سادہ صفحہ پر اپنا نام، ایڈریس اور فون نمبر لکھ کر دیئے گئے ایڈریس پر ارسال کریں

اس ایڈریس پر ڈاک بھیجیں
جامعہ عبداللہ بن عمر
23 کلومیٹر فیروز پور روڈ
سوا گوممتہ نزد کاہنہ نو۔ لاہور

کورس کا دورانیہ دو ماہ کا ہوگا

شبانِ ختمِ نبوت

shubbanmedia www.shubban.com 0331-4630331

محمد اکبر

مہمان نوازی کے آداب قرآن کریم سے!

جب فرشتے حضرت ابراہیم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس ان کے بیٹے اسحاق (علیہ السلام) کی پیدائش کی خوش خبری سنانے آئے تو انسانی شکل میں تھے۔ حضرت ابراہیم انھیں پہچان نہ سکے۔

جونہی یہ مہمان گھر پہنچے تو حضرت ابراہیم نے کیا کیا؟

قرآن نے ایک جملے میں بتایا ہے اور اس جملے سے ہمارے لیے مہمان نوازی کے کئی آداب معلوم ہو رہے ہیں:

فَرَاغَ اِلٰٓی اَہْلِہٖ فَجَآءَ بِعِجْلٍ سَمِیْنٍ۔

پھر چپکے سے اپنے گھر والوں کے پاس گئے اور ایک موٹا سا بچھڑا لے آئے۔

۱۔ پہلی بات تو یہ معلوم ہوئی کہ جب مہمان آپ کے گھر آ جائے تو کوشش کریں کہ جو بھی کھانے پینے کے لیے اس وقت آپ کے پاس موجود ہو، جلدی سے مہمان کو پیش کر دیں۔

یہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہ نہیں پوچھا کہ آپ کون ہیں؟ کیوں آئے ہیں؟ سب سے پہلے کھانا پیش کیا اور اس کے بعد پھر تعارف اور تشریف آوری کے مقصد پر بات کی۔

۲۔ اس آیت میں راغ کا لفظ ذکر کیا گیا ہے جس کا مطلب ہے: خفیہ طریقے سے تیزی کے ساتھ کھسک جانا۔

معلوم ہوا کہ مہمان کے لیے جب کوئی چیز لینے جانے لگیں تو ایسے چھپ کر جائیں کہ اسے پتا ہی نہ چلے۔

ایسا نہ ہو کہ آپ بار بار بیوی کو آواز دیتے رہیں کہ چائے تیار رکھنا، میں آ رہا ہوں لینے۔ ایسے میں مہمان شرمندگی محسوس کرتا ہے اور رسمی طور پر کہہ دیتا ہے کہ صاحب! ہم نے کچھ نہیں کھانا پینا یا تکلف کرنے کی ضرورت نہیں وغیرہ۔

پھر جب کوئی چیز لینے گھر جائیں تو بیوی یا والدہ کے پاس بیٹھ کر گپ شپ میں مصروف نہ ہو جائیں، جلدی واپس آئیں کیونکہ اکیلے میں مہمان اطمینان محسوس نہیں کرے گا۔

۳۔ جب کھانے پینے کی چیز لے کر واپس آئیں تو خوشی آپ کے چہرے سے جھلک رہی ہونی چاہیے۔ ایسا نہ ہو کہ مہمان سمجھے میں تو آج ان پر بوجھ بن گیا۔

۴۔ قرآن کریم نے اگلی آیت میں ذکر کیا ہے کہ جب ابراہیم علیہ السلام موٹا تازہ بھنا ہوا بچھڑا لے کر آئے تو مہمانوں کے قریب رکھ دیا۔

معلوم ہوا کہ جب چیز لے کر آئیں تو مہمان سے دور نہ رکھیں بلکہ اس کے قریب رکھیں تاکہ اس کے لیے اس چیز کو کھانا یا پینا آسان ہو اور زبان سے بھی کہہ دیں کہ بھائی جان کھانا یا پینا شروع کریں۔

بسا اوقات میزبان چیز رکھ کر بیٹھ جاتا ہے اور مہمان سوچتا رہتا ہے کہ اب کیسے شروع کروں؟ اتنی دیر میں چیز ٹھنڈی یا گرم ہو جاتی ہے۔ کوشش کریں کہ جب مہمان کے سامنے چیز رکھیں تو خود بھی تھوڑی سی کھا لیں۔

۵۔ نوکروں اور خادموں کے بجائے مہمان کے سامنے خود یا اپنی اولاد سے کوئی چیز پیش کروائیں۔ اس سے مہمان عزت محسوس کرتا ہے۔ جیسے یہاں حضرت ابراہیم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے خود خدمت کی۔

۶۔ جب کوئی چیز لائیں تو پوری لائیں۔ ایسا نہ ہو کہ لاتے ہوئے راستے میں سے کچھ آپ خود کھا لیں۔ بسا اوقات مہمان کے پاس جب چیز پہنچائی جاتی ہے تو ایسے لگتا ہے کہ اس پر آنجناب نے پہلے خود ہاتھ صاف کیے اور اب ہمارے سامنے پیش کر رہے ہیں۔

۷۔ پرانے زمانے کی دعوتوں کا انداز یہ تھا کہ جانور ذبح کیا اور گھی میں تل کر یا بھون کر پورے کا پورا مہمانوں کے سامنے حاضر کر دیا۔ حضرت ابراہیم کی طرف سے یہ مہمان نوازی کی اعلیٰ ترین صورت ہے کہ اجنبیوں کو بھی بہترین کھانا کھلایا۔ اس سے معلوم ہوا کہ آپ کے پاس کھلانے پلانے کے لیے جو چیزیں بھی ہوں، ان میں سے اعلیٰ چیز کا انتخاب کریں تاکہ مہمان خوش ہو۔

۸۔ مہمانی پیش کرتے وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا:

اَلَا تَاْکُلُوْنَ! کیا آپ کھائیں گے نہیں؟

اشارہ اس طرف ہوا کہ اگرچہ آپ کو حاجت کھانے کی نہ ہو، مگر ہماری خاطر سے کچھ کھائیے۔

یہ مہمان کے ساتھ گفتگو کا بہترین انداز ہے۔ بعض لوگ مہمان کو ہر صورت میں کھانے پر مجبور کرتے ہیں، چاہے وہ کسی اور کے گھر سے کھا کر آ رہا ہو یا اس کی طبیعت ٹھیک نہ ہو یا وہ کسی بھی وجہ سے کھانا نہیں چاہ رہا ہو۔ سو اصل بات مہمان کی خوشی اور اس کا اکرام ہے، مطلقاً کھانا کھلانا نہیں، جیسا کہ لوگ سمجھتے ہیں۔ سو مہمان پر کھانے کے معاملہ میں حد سے زیادہ دباؤ نہیں ڈالنا چاہیے۔ اگر وہ نہیں کھانا چاہ رہے تو بس یہ کہہ دینا چاہیے کہ ہماری خاطر کچھ تو لیجیے۔

☆☆☆

حیرت انگیز آفر! 50% OFF

اشتیاق احمد کے تمام ناول اور کتابیں آدھی قیمت پر

ہزاروں کتابیں ایک کلک پر

ہم نے آباد کیا ہے آپ کے لیے

کتابوں کا ایک نیا جہاں

گھر بیٹھے کتابوں کی خریداری کے لیے ہماری ویب سائٹ "کتاب نگر" وزٹ کیجیے اور حاصل کیجیے بے شمار کتابیں وہ بھی حیرت انگیز ڈسکاؤنٹ پر۔

بچوں کی تعلیم و تربیت اور تفریح کے لیے خوبصورت کتب پر مشتمل کتاب نگر میں خوش آمدید!

نوٹ: یہ آفر محدود مدت کے لیے ہے

ہماری ویب سائٹ پر آرڈر کرنے کا طریقہ:

اشتیاق احمد کے ناول اور کتابیں آرڈر کرنے کے لیے ویب سائٹ کے ہوم پیج کے دائیں طرف Categories پر کلک کریں اور پھر "Ishtiaq Ahmed" پر کلک کریں، اپنے مطلوبہ ناول کے ٹائٹل کے نیچے "ADD TO CART" کے بٹن پر کلک کرتے جائیں، آپ اوپر دائیں جانب بنے باسکٹ کے نشان کے پر اپنی منتخب کردہ کتب کی کل قیمت دیکھ سکتے ہیں۔ آرڈر فائنل کرنے کے لیے اس باسکٹ کے نشان پر کلک کر کے ایک مرتبہ رعایتی بل اور ڈیلیوری چارجز دیکھ کر "CHECKOUT" کے بٹن پر کلک کر دیں۔ اپنا مکمل نام، مکمل پتہ اور رابطہ نمبر کی مکمل تفصیلات درج کر کے "Place Order" پر کلک کر دیں۔ آپ کا آرڈر ہمیں موصول ہو جائے گا۔ کال کنفرمیشن کے بعد آپ کا پارسل پانچ سے سات دن تک ڈیلیور ہو جائے گا۔ شکریہ

ویب سائٹ: www.kitaabnagar.com

بزمِ خواتین

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ!

☆ شمارہ ۱۰۶۶ تحریر 'فکر' میں مجھے اپنی جھلک نظر آئی۔ 'آئینہ گفتار' بالکل صبح صبح کی ٹھنڈی ہوا کے جھونکے کی طرح لگا۔ 'خواتین کے دینی مسائل' سے مستفید ہوئے۔ 'القرآن والحدیث' سے دل کو منور کیا۔ میں بھی ایسی ہی اپنے میاں جی کی جان کھاتی ہوں 'حکایت' بھی اچھی لگی۔ بزم خواتین میں کراچی سے بس ایک ہی خط آیا تھا کیا آپ کے پاس؟ **(اس میں حیرت کی کیا بات ہے؟)** فائزہ حمزہ کی تحریر بہت گہرائی لیے ہوئے تھی۔ ہمیں بھی آج کل ایک ایسے ہی پڑوسی سے واسطہ پڑا ہوا ہے۔ ڈاکٹر ام محمد صاحبہ کا بہت شکریہ کہ وہ ہمیں اچھے اور گھریلو علاج بتا دیتی ہیں، مگر مجھے ان کا ایڈریس دے دیں مجھے ان کے کلینک جانا ہے **(ان کا رابطہ نمبر شائع ہوتا رہتا ہے)**۔ 'دانا' بچوں کو پڑھ کر سنایا خوب ہنسے بچے۔ عنبر نفیس بہت شاندار تحریر لے کر حاضر ہوئی ہیں۔ ماشاء اللہ سے ہمارے ایک عدد اکلوتے لاڈلے بیٹے بھی الحمدللہ حفظ کر رہے ہیں تو اسے بٹھا کر ہر ہفتے کی قسط پڑھ کر سناتی ہوں۔ اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ آپ کی یہ تحریر آپ کے لیے صدقہ جاریہ بنے اور میرا بیٹا جلد از جلد حفظِ قرآن مکمل کرلے۔ بلکہ سب کی آنکھوں کے تارے اور رانیاں بھی اپنے اپنے والدین کے لیے صدقہ جاریہ بن جائیں، آمین۔ 'چھوٹی شوگر' سن کے بچے خوب خوب ہنسے۔ 'بوجھ' بہت لاجواب کہانی بہت شاندار بلکہ جاندار اس لیے کہ اس پوری کہانی میں میرا نام جگمگا رہا تھا۔ خیر مزاح ایک طرف واقعی ہمیں نہیں پتا ہوتا کہ ہمارے بچوں میں کون سا بچہ بڑے ہو کر ہمارے کام آئے گا یا ہماری سب سے زیادہ خدمت کرے گا۔ خیر کچھ ماؤں کو پتا چل بھی جاتا ہے۔ اے اللہ ہم سب کا خاتمہ اتنا ہی خوب صورت کرنا آمین جیسا خاتمہ بالخیر سعدیہ کا ہوا ہے۔
(اہلیہ ہاشم۔ ناظم آباد، کراچی)

ج: آمین ثم آمین۔

☆ شمارہ ۱۰۷۳ کے آئینہ گفتار 'ایصال ثواب کی استدعا' پڑھ کر فوراً ایصال ثواب کیا۔ 'آخر حل کیا ہے؟' کہانی بہت پرمغز باتوں پر مشتمل تھی۔ نظم 'معذرت' اور نئے ناول 'میں اپنے وعدے پر پورا اتروں گا' نے دل غم زدہ کر دیا۔ دن بھر خود کو اہلِ فلسطین کے ساتھ پایا کہ ہمارے بھائی بہنیں کتنی مشکل سے زندگی کاٹ رہے ہیں۔ دل سے دعا نکلی کہ پوری امت مسلمہ اپنے بھائیوں کے ساتھ کھڑی ہو جائے۔ 'تاثیر ایک لفظ کی' موثر تھا۔ 'اسے کہنا دسمبر لوٹ آیا ہے' حافظ صاحب کے دوست کے انتقال سے دل افسردہ ہوا۔ 'بزم خواتین' میں پہلی نشست پر اپنا خط پا کر بہت مسرور ہوئے۔
(ع، ز۔ ام رمیصاء۔ پشاور)

ج: ہماری درخواست پر فوراً دعا اور ایصال ثواب کرنا ہمیں بھی بہت مسرور کر دیتا ہے۔ جزاک اللہ خیراً!

☆ شمارہ ۱۰۷۶ کا خوب صورت سرورق جگمگا رہا تھا۔ آگے بڑھے تو 'چوکلیٹ' کی شرارت پڑھی اور ہنستے ہوئے آگے بڑھے۔ ریحانہ تبسم فاضلی کی طبیعت کا پڑھ کر دل غمگین ہو گیا۔ اہلیہ عبداللہ کی روداد بہت پسند آئی۔ صحت کہانی بھی بہت اچھی جا رہی ہے۔ ڈاکٹر زاہدہ ثقلین بہت خوب صورت انداز سے بات کو سمجھاتی ہیں۔ ''کوئی تو سمجھے'' ام محمد سلمان نے کیا خوب نکتہ نکالا۔ درودِ تنجینا ہم باقاعدگی سے پڑھتے ہیں الحمدللہ! بزم خواتین میں بنت البحر کا شکوہ پڑھ کر حیرت ہوئی۔ طیبہ شاہد نے ایک اہم سبق سکھایا۔ شمارہ ۱۰۷۷ کا آئینہ گفتار پڑھ کر دل اداس ہو گیا اور آپ کے لیے دعا کی۔ 'مشرقی بیگم' نے بہت ہنسایا۔ جھروکوں کے ساتھ بہت ہنسے اس کے تو اور بھی واقعات لکھیں عروبہ۔ نیا ناول ''اور میں اپنے وعدے پر پورا اتروں گا'' کی پچھلی اقساط نہیں پڑھ سکے تھے، اس لیے نہیں یہ قسط بھی نہیں پڑھی۔ سارا رسالہ ہی گل بہار تھا اللہ یہ سلسلہ کبھی نہ رکوائے، آمین!
(حفصہ کائنات بنت محمد آصف خان۔ ویسہ تحصیل حضرو ضلع اٹک)

ج: تو پچھلی اقساط بھی پڑھ لیں۔ حالاتِ حاضرہ سے متعلق بہت خوبصورت اور دل میں اتر جانے والی کہانی ہے۔

☆ شمارہ ۱۰۶۷ ہاتھ میں ہے۔ 'خواتین کے دینی مسائل' بہت شاندار سلسلہ ہے جس سے ہم مستفید ہوتے ہیں۔ ہم نے بھی کئی سوالات ارسال کیے تھے، لیکن ابھی تک شائع نہیں ہوئے۔ 'حاضری' قانتہ رابعہ کے قلم سے پڑھتے ہی ہمارے انگ انگ سے دعائیں نکلنے لگیں۔ کاش مجھے بھی اللہ کے گھر کی حاضری نصیب ہو جائے، آمین۔ 'عرشِ الٰہی' چلنے لگا ہے۔ بہت اچھی تحریر تھی۔ 'بھٹکے ہوئے آہو کو پھر سوئے حرم لے چل' سفرنامہ اچھا چلا۔ 'بزم خواتین' میں اپنا خط دیکھ کر بڑی خوشی ہوئی۔
(منیبہ جاوید ساقی۔ احمد آباد، اٹھارہ ہزاری)

ج: دینی مسائل میں جو بھی سوالات آتے ہیں سب حضرت مفتی صاحب کو بھیج دیے جاتے ہیں۔

☆ شمارہ ۱۰۷۵ میں مفتی صاحب خوب مسائل سمجھا رہے ہیں۔ مدیر محترم اہم نکتہ بتا رہے ہیں۔ 'ون ڈش' بہترین لگی۔ 'آپ کی صحت' بہترین سلسلہ۔ 'میرے گھر سے نکل' آہ گئی نکل۔ 'بیڈ ریسٹ، سردی آئی، مولوی کے بچے' تمہارے ہاتھ بیچیں تو مت خریدنا، مختصر پر اثر' پایا پرمزاح۔ مزہ آ گیا۔ 'بزم خواتین' واہ میرا خط آ گیا۔ 'اے تمام عالموں کے معبود' ماشاء اللہ ہمارے مدرسہ میں بھی ابتدا اسی سے ہوتی ہے۔ یاد تازہ ہو گئی۔ 'اور میں اپنے وعدے پر پورا اتروں گا' ہر قسط درد میں گندھی ہوئی ہے۔ روتے بھی ہیں، دعائیں بھی کرتے ہیں۔ اللہ سوہنا فلسطین پر آزادی کا سورج جلد طلوع فرمائے۔ شمارہ ۱۰۷۶ سرورق پیارا۔ 'القرآن وحدیث' معطر۔ 'اولیاء اللہ' بہترین سبق۔ 'چوکلیٹ' پرمزاح، 'نو عمر بچوں پر نگاہ رکھیں' وقت کی ضرورت، 'درودِ تنجینا' کافی معلومات دے گیا۔ فضائل پتا چلے۔ 'محاورے' خوب سمجھائے گئے۔ 'لواحقین کے پچھتاوے' مختصر پراثر۔ 'ماؤں کے لختِ جگر' فکر انگیز تحریر۔ 'بزم خواتین' ہمارے بغیر بھی خوب سجی ہوئی پر رونق ہے۔
(ع۔م۔ چنیوٹ)

ج: لیکن آج تو ماشاء اللہ رونق بڑھ گئی۔

☆ یوں تو ہر ہفتے خواتین کا اسلام منفرد اور مکمل ہوتا ہے مگر شمارہ ۱۰۷۰ تو بے حد منفرد اور خوبصورت تھا۔ مدیر صاحب کی تحریر 'پلاٹ' اور بنت اختر صاحبہ کی تحریر 'انتظار' نہ صرف مماثلت رکھتی تھیں بلکہ ایک ہی پیغام دو مختلف طریقوں سے دیا گیا، البتہ اندازِ تحریر دونوں کا منفرد اور بے حد خوب تھا۔ ویسے بھی جس تحریر کی تعریف رسالے کا مدیر کر دے تو اس کی شان ہی نرالی ہوتی ہے۔ ام محمد سعد نے برسوں بعد لکھنے کی کوشش بھی کی ہے اور ہم سب بہنوں کو خوش آمدید کہنے کا موقع دیا۔ امید ہے آپ کی تحاریر آئندہ رسالے میں پڑھنے کو ملیں گی۔ میری پسندیدہ لکھاری قانتہ رابعہ کی کہانی 'تم سے کیا کہیں جاناں' کی دوسری قسط پڑھی ہے۔ بہت ہی اچھا لکھتی ہیں۔ سلسلہ 'یادیں ہم سفر میری' کو شامل کیا گیا۔ خوشی ہوئی۔ مختصر تحاریر میں 'چیڈ ریلا' 'وہ آواز اب نہیں آتی' مختصر ہونے کے باوجود بامقصد تھیں۔ 'کیا آپ کی بیٹی بڑی ہو رہی ہے؟' ام عافیہ نے بہت اچھا لکھا۔ مزاحیات کے سلسلے نے دسترخوان کی کمی کو کسی حد تک پورا کیا۔
(فلزا وسیم۔ کراچی)

ج: بہت شکریہ کہ آپ کو ۱۰۷۰ اس قدر پسند آیا۔ کوشش ہوتی ہے کہ ہر شمارہ اپنی جگہ مکمل ہو۔

☆☆☆

برائے غزہ
پاک ایڈ ویلفیئر ٹرسٹ
PAK AID WELFARE TRUST
TOGETHER WE CAN MAKE A DIFFERENCE
رمضان
افطار پروجیکٹ
سینڈوچ
دہی
ایک افطاری پیکج
جوس
کھجور
ٹرسٹ کو دیے جانے والے تمام عطیات انکم ٹیکس سے مستثنیٰ ہیں
5.$ یو ایس ڈالر
رمضان افطاری پیکج کے لیے ٹرسٹ کو عطیات دیجئے
ماہ مبارک میں اپنے لیے ثواب اور اپنے پیارے مرحومین کے لیے ایصال ثواب کا سامان کیجیے
A/C Title: Pak Aid Welfare Trust
A/C No.: 3048301900220720
Bank: FAYSAL BANK Swift code.: FAYSPKKA
IBAN: PK28FAYS3048301900220720
+92300-050 9840 | +92300-050 9833 | www.pakaid.org.pk